ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل
مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد۱۰ جمعۃ المبارک ۲؍مئی ۲۰۰۳ء
۳۰؍صفر ۱۴۲۴ ہجری قمری ۲؍ہجرت ۱۳۸۲ ہجری شمسی
شمارہ۱۸

اخلاق فاضلہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جہاں بھی تم ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اگر کوئی برا کام کر بیٹھو تو اس کے بعد نیک کام کرنے کی کوشش کرو۔ یہ نیکی اس بدی کو مٹادے گی اور لوگوں سے خوش اخلاقی اور حسن سلوک سے پیش آؤ۔ (ترمذی کتاب البر و الصلة باب فی معاشرة الناس)

ہمارے دل غمگین ہیں۔ آنکھیں اشکبار ہیں۔ ایک انتہائی پیار کرنے والی شخصیت ہم سے جدا ہو چکی ہے۔ لیکن ہم اس خدائی فرمان کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں کہ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ۔ جماعتی ترقی کے جو نظّارے ہم نے خلافت رابعہ میں دیکھے وہ کسی وضاحت کے محتاج نہیں۔

یہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت کے وہ نظارے جو جماعت کو ہمیشہ دکھاتا رہا پہلے سے بڑھ کر دکھائے۔

خطاب سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ۔ فرمودہ ۲۳؍اپریل ۲۰۰۳ء مطابق ۲۳؍شہادت ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام اسلام آباد (ٹلفورڈ) (برطانیہ)

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیاری جماعت! آپ کے درخت وجود کی سرسبز شاخو!

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہمارے دل غمگین ہیں۔ آنکھیں اشکبار ہیں۔ ایک انتہائی پیار کرنے والی شخصیت ہم سے جدا ہو چکی ہے۔ لیکن ہم اس خدائی فرمان کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں کہ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ۔ جماعتی ترقی کے جو نظّارے ہم نے خلافت رابعہ میں دیکھے وہ کسی وضاحت کے محتاج نہیں۔

حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جانے والے کو الوداع کہنے اور آنے والے کا استقبال کرنے کا جو طریق ہمیں سمجھایا اس کے مطابق ہی آج میں یہاں کھڑے ہو کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کو سامنے رکھتے ہوئے آج ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ: اے جانے والے! تُو نے جس تیزی سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کو دنیا پر غالب کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھایا ہم ہمیشہ اس مشن کو آگے بڑھانے کے لئے ہر قربانی، ہر قسم کی قربانی دیتے رہیں گے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً تو نے اس کا حق ادا کر دیا۔ تیری روح پر اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

اور پھر اب آنے والے کا استقبال اس طرح کریں کہ ہم خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے امن اور سلامتی کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے اور تمام دنیا کو آپ کے جھنڈے تلے جمع کرنے کے لئے اسی طرح خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہیں گے۔

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

وہ وقت آتا ہے کہ تیرے ساتھ ایک دنیا ہوگی۔ وہ تیرے سلسلہ کو اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلا دے گا۔

اللہ تعالیٰ کی صفت الخبیر کے تعلق میں قرآن مجید، آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیش خبریوں کا ایمان افروز تذکرہ جو حیرت انگیز طور پر پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا آخری خطبہ جمعہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۸؍اپریل ۲۰۰۳ء)

(لندن ۱۸؍اپریل): سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ یہ خطبہ آپ کی زندگی کا آخری خطبہ ہے کیونکہ اس سے اگلے روز ہفتہ ۱۹؍اپریل کی صبح قریباً ساڑھے نو بجے آپ کی وفات ہوئی اور آپ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد صفت الخبیر کے مضمون

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خطاب حضور ایدہ اللہ از صفحہ اوّل

اوراس کے لئے ہمیشہ دعاؤں سے بھی تیری مدد کرتے رہیں گے۔

یہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنی تائید ونصرت کے وہ نظارے جو جماعت کو ہمیشہ دکھاتا رہا پہلے سے بڑھ کر دکھائے ۔ ہماری نالائقیوں اور ناسپاسیوں کو معاف فرمائے۔ ہماری پردہ پوشی فرمائے۔محض اپنے فضل سے، محض اپنے فضل سے میری پردہ پوشی فرمائے۔اپنی رحمت کا ہاتھ کبھی ہم سے نہ اٹھائے۔کبھی ہم سے نہ اٹھائے۔کبھی ہم سے نہ اٹھائے۔آمین یاربّ العالمین۔

اس کے بعداب بیعت ہوگی۔اس کے لئے تیاری کرلیں۔اس کے بعدنماز جنازہ ادا کی جائے گی"۔

(حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ نے ۲۳/اپریل ۲۰۰۳ء کو اسلام آباد میں بعد نماز ظہر و عصر اجتماعی بیعت لینے سے قبل ۲:۵۸ بجے یہ خطاب فرمایا۔ بعد ازاں بیعت کی تقریب ہوئی جس میں اسلام آباد میں موجود ہزاروں افراد شامل ہوئے ۔ اور اس کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی۔)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اوّل

کومزید آگے بڑھاتے ہوئے سب سے پہلے حضور انور نے قرآن کریم کی آیات سورۃ النساء:۹۵، سورۃ التوبہ:۱۶، سورہ ہود:۱۱۲ اور سورہ الاسراء:۹۷ کی تلاوت اور ترجمہ پیش کیا۔

قرآن کریم میں جو بعض خبریں دی گئیں ہیں حضور ایدہ اللہ نے ان کا ذکر کرتے ہوئے سورۃ یٰسٓ آیت ۳۷ کے حوالہ سے بتایا کہ اس میں کائنات کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ جوڑے کا مضمون ایک لامتناہی مضمون ہے اور توحید کے مضمون کو سمجھنے کے لئے اس مضمون کا سمجھنا ضروری ہے۔صرف کائنات کا خالق ہی ہے جس کو جوڑے کی ضرورت نہیں ورنہ سب مخلوق جوڑے کی محتاج ہے۔اسی طرح سورۃ انشقاق آیت ۴، ۵ میں زمین کی سرحدیں پھیلنے اور علم طبقات الارض کی ترقی کی خبر دی گئی ہے۔سورۃ الفلق آیات ۵، ۶ میں Divide and Rule کے اصول پر حکومتوں کے قیام کی خبر دی گئی ہے۔اہل مغرب خصوصاً اہل انگلستان نے ساری دنیا پر اسی اصول کے تحت حکومت کی ہے۔سورۃ الکھف آیت ۲۶ میں امن کے نام پر جنگوں کی خبر دی گئی ہے۔سورۃ رحمٰن آیت ۲۵ میں جو پہاڑوں جیسے بلند و بالا سمندری جہازوں کے بننے کی جو الٰہی خبر دی گئی ہے وہ بڑے بڑے بحری بیڑوں کے بننے سے پوری ہوئی۔سورۃ العادیات آیت ۱۰ تا ۱۲ اور سورۃ الانفطار آیت ۵، ۶ میں علم آثار قدیمہ کی غیر معمولی ترقی کی خبر دی گئی ہے جو فی زمانہ ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہورہی ہے ۔ ماہرین آثار قدیمہ ہزاروں سال پہلے گزری ہوئی قوموں کے حالات اُن کے آثار کے ذریعہ حیرت انگیز طور پر دریافت کرلیتے ہیں۔

حضورؒ نے سراقہ بن مالک کے بارہ میں آنحضور ﷺ کی خبر کا بھی اس موقع پر ذکر فرمایا جس میں حضورؐ نے فرمایا تھا کہ سراقہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے۔جب حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایران فتح ہوا اور کسریٰ کا خزانہ غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو کسریٰ کے کنگن بھی اس میں تھے۔حضرت عمرؓ نے سراقہ کو بلایا جو مسلمان ہو چکا تھا اور اس کے ہاتھوں میں کسریٰ کے بیش قیمت کنگن پہنائے۔ اس طرح آنحضرت ﷺ نے سراقہ کو جو خوشخبری سنائی تھی وہ بڑی شان سے پوری ہوئی۔ پھر رؤسائے قریش کے قتل ہوکر گرنے کی جگہیں بھی آنحضورؐ کو دکھائی گئی تھیں۔ چنانچہ جس کے بارہ میں جس جگہ آپ نے نشاندہی کی تھی وہ وہیں پر آکر مرتا تھا۔

حضور انور نے آنحضرت ﷺ کی فرمودہ بعض اور پیشگوئیوں کا بھی ذکر فرمایا۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کو حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبریں بھی پہلے سے دے دی گئی تھیں اور آپ نے اس بارہ میں پہلے سے پیشگوئیاں کردی تھیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے معاندین کی ہلاکت کی خبریں دی گئی تھیں جیسے ڈپٹی عبداللہ آتھم کے انجام کی خبر دی گئی۔

کپتان ڈگلس کی عدالت میں حضرت مسیح موعودؑ کو جو قتل کے مقدمہ سے بری کیا گیا اس کے متعلق بھی آپ کو پہلے سے خبر دے دی گئی تھی۔اسی طرح ۱۸۸۹ء میں ہندوستان میں جو طاعون کی وبا پھیلی ہے اس کی خبر بھی پہلے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دے دی گئی تھی۔لیکن ساتھ خدا تعالیٰ نے یہ خبر بھی دی کہ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ کہ میں تیرے گھر کی مادی اور روحانی چاردیواری میں موجود تمام لوگوں کی حفاظت کروں گا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں براہین احمدیہ کے زمانے میں خدائے تعالیٰ نے پچاس سے زیادہ پیشگوئیوں میں مجھے خبر دی کہ اگرچہ تو اس وقت اکیلا ہے مگر وہ وقت آتا ہے کہ تیرے ساتھ ایک دنیا ہوگی اور پھر وہ وقت آتا ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ وہ تیرے سلسلہ کو اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلا دے گا اور انہیں برکت دے گا اور بڑھائے گا۔

وہ جو اک شخص......

اپنے محسن و مشفق آقا کے بارہ میں کچھ شعر کہے تھے۔زندگی میں حضور کی خدمت میں پیش نہ کرسکا۔ حال کے صیغہ میں کہے گئے یہ اشعار اب ماضی کے صیغے میں بدل کر غمزدہ و محزون دل کے ساتھ اس محسن کی نذر کررہا ہوں۔رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (عطاء المجیب راشد ۲۲/اپریل ۲۰۰۳ء)

وہ جو اک شخص ترے غم میں گھلا رہتا تھا
وہ جو ہر آن ترے در پہ پڑا رہتا تھا

جس کا لبریز تھا الفت سے تری ساغرِ دل
تھا چھلکتا بھی، چھلک کر بھی بھرا رہتا تھا

جس کا دل مسکن و مہبط کسی محبوبؐ کا تھا
اس کے عاشقؑ پہ بھی سو جاں سے فدا رہتا تھا

آج عشاقِ محمدؐ میں سرِ خیل تھا وہ
کوچۂ عشق میں زنجیر بہ پا رہتا تھا

خدمتِ دین کا پیکر تھا وہ اک بطلِ جلیل
گامزن نت نئی راہوں پہ سدا رہتا تھا

جس کی الفت میں گرفتار تھے لاکھوں انساں
اور وہ ایسا کہ لاکھوں پہ فدا رہتا تھا

ہاں وہی شخص جو رہتا تھا دلوں میں ہر دم
وہ جو ہر سانس کی ڈوری میں بندھا رہتا تھا

اس کے عشاق کی ہر ملک میں حالت یوں تھی
اس کو ہوجائے نہ کچھ ، دھڑکا لگا رہتا تھا

ہفت اقلیم میں پھیلائے ہوئے دستِ دعا
بھیگی پلکوں سے ہر اک وقفِ دعا رہتا تھا

"مجھ سے ہی پیار وہ کرتا ہے" یہ تھا سب کو گماں
اس کا پیار ایسا تھا ہر دل میں بسا رہتا تھا

وہ جدھر جاتا تھا کرنیں سی بکھر جاتی تھیں
اپنے ماحول میں خورشید ادا رہتا تھا

زیر بار اس کی محبت کے رکھتی تھی ہمیں
حسن و احساں تلے راشدؔ بھی پڑا رہتا تھا

لوگ ایسے کبھی دکھے نہ ہوئے شہر ایسا کبھی بجھا نہ ہوا
کربلا کیا ہے کیا خبر اس کو جس کے گھر میں یہ واقعہ نہ ہوا

(عبیداللہ علیم)

قدرت ثانیہ کے دور خامس کا مبارک آغاز

تقدیر ربانی کے چمکتے ہوئے نشانوں کا غیر معمولی اجتماع

سنو اب وقت توحید اتم ہے ستم اب مائل ملک عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی فسبحان الذی اخزی الاعادی

دوست محمد شاہد۔مورخ احمدیت

عصرحاضر کے امام موعود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ''الوصیت'' صفحہ 6-7 میں قدرت ثانیہ کی نسبت یہ مہتم بالشان بشارت دی کہ:۔

''تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا''

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 8 ستمبر 1950ء کو وکٹوریہ روڈ میگزین لین کراچی میں نئی تعمیر شدہ بیت میں پہلا خطبہ جمعہ دیتے ہوئے نہایت پرشوکت انداز میں اس بشارت پر روشنی ڈالی چنانچہ فرمایا:۔

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تو جاتا ہوں ۔لیکن خدا تمہارے لئے قدرت ثانیہ بھیج دے گا۔مگر ہمارے خدا کے پاس قدرت ثانیہ ہی نہیں۔اس کے پاس قدرت ثالثہ بھی ہے اور اس کے پاس قدرت ثالثہ ہی نہیں اس کے پاس قدرت رابعہ بھی ہے۔قدرت اولیٰ کے بعد قدرت ثانیہ ظاہر ہوئی۔اور جب تک خدا اس سلسلہ کو ساری دنیا میں نہیں پھیلا دیتا۔اس وقت تک قدرت ثانیہ کے بعد قدرت ثالثہ آئے گی۔اور قدرت ثالثہ کے بعد قدرت رابعہ آئے گی۔اور قدرت رابعہ کے بعد قدرت خامسہ آئے گی۔اور قدرت خامسہ کے بعد قدرت سادسہ آئے گی۔اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ لوگوں کو معجزہ دکھاتا چلا جائے گا۔اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت اور زبردست سے زبردست بادشاہ بھی اس سکیم اور مقصد کے راستہ میں کھڑا نہیں ہوسکتا جس مقصد کے پورا کرنے کیلئے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو پہلی اینٹ بنایا اور مجھے اس نے دوسری اینٹ بنایا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ دین جب خطرہ میں ہوگا۔تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کیلئے اہل فارس میں سے کچھ افراد کھڑا کرے گا ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان میں سے ایک فرد تھے۔اور ایک فرد میں ہوں۔لیکن رجــــال' کے ماتحت ممکن ہے کہ اہل فارس میں سے کچھ اور لوگ بھی ایسے ہوں جو دین کی عظمت قائم رکھنے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کیلئے کھڑے ہوں۔

(الفضل 8ستمبر 1950ء صفحہ 6کالم 4)

اس روح پرور خطاب کے صرف چند روز بعد جس میں قدرت رابعہ کے بعد قدرت خامسہ کے ظہور کی واضح خبر دی گئی تھی،ہمارے امام عالی مقام سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس کی 15 ستمبر 1950ء کو ولادت ہوئی(قلمی نوٹ بک مرتبہ مولانا عبدالرحمن صاحب انور سابق پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح صفحہ 9غیر مطبوعہ)

اور چونکہ آپ کا مبارک و مقدس وجود رِجَالٌ مِنْ فَارِس کا درخشندہ ثبوت و برہان بننے والا تھا اس لئے آپ کا اسم گرامی مسرور احمد رکھا گیا جو حضرت مسیح موعودؑ کا الہامی نام ہے۔ چنانچہ دسمبر 1907ء کو الہام ہوا۔

''میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں۔

اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ (یعنی اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں) آگے جو عربی کی الہامی عبارتیں ہیں اس میں یہ وعدہ بھی جناب الٰہی نے دیا کہ عنقریب ان کو آفاق میں بھی نشانات دکھلائیں گے۔''

(بدر 19دسمبر 1907ء صفحہ 4-5و الحکم 24دسمبر 1907ء صفحہ 4تذکرہ طبع چہارم صفحہ 744)

اس ضمن میں اللہ جلشانہٗ کی زبردست تقدیر جس رنگ میں کارفرما ہونی مقدر تھی اس کا ذکر بھی 1903ء کے الہامات میں 21۔اپریل کے الہام میں ملتا ہے (یاد رہے 21 اپریل 2003ء ہی کو مولانا عطاء المجیب راشد صاحب سیکرٹری مجلس انتخاب خلافت لندن کی طرف سے 22 اپریل کو اس کے انعقاد کا اعلان نہ صرف ایم ٹی اے پر بار بار نشر ہوا بلکہ الفضل ربوہ میں بھی شامل اشاعت ہوا) بہرکیف 21 اپریل 1903ء کا الہام حضرت مسیح موعودؑ کے قلم مبارک سے الحکم 24 اپریل 1903ء صفحہ 12 پر ایک صدی قبل شائع شدہ ہے کہ

''یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے تبدیل ہونے والی نہیں''

ازاں بعد اپریل 1903ء کے تیسرے عشرہ میں متعدد الہامات ہوئے جن میں مستقبل کے جلالی اور جمالی تغیرات کی طرف اشارہ کرنے کے بعد 30/اپریل کو یہ عالمگیر اور پرمسرت خبر دی گئی کہ

''اس میں تمام دنیا کی بھلائی ہے''

(البدر 8مئی 1903ء صفحہ 122تذکرہ صفحہ 471)

اس نئے انقلاب آفریں اور تاریخ ساز دور کی عالمگیر عظمت کا پہلا نمونہ حضور کی عالمی سطح پر بیعت اور عالمی سطح پر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیا بھر میں اس کی منادی کی صورت میں جناب الٰہی کی طرف سے دکھلایا جا رہا ہے جس کی کوئی نظیر قبل ازیں قدرت ثانیہ کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

آخر میں مجھے یہ بتلانا لازم ہے کہ رسالہ ''الوصیت'' قدرت ثانیہ کے نظام آسمانی کے دائمی چارٹر کی حیثیت رکھتا ہے جسے ہمیں ہمیشہ زیر مطالعہ رکھنا از بس ضروری ہے۔اس تاریخی رسالہ کے دو روح پرور اور ولولہ انگیز اقتباسات درج ذیل ہیں پہلے اقتباس میں قدرت ثانیہ کے آفاقی نظام کی غرض وغایت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور دوسرے میں عالمگیر جماعت احمدیہ کو نہ صرف ان کی بنیادی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے بلکہ ان کیلئے عالمگیر غلبہ کی عدیم المثال پیشگوئی فرمائی گئی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تحریر فرمایا:۔

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔''

(صفحہ :6)

نیز فرمایا:۔

''دیکھو میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ۔اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو۔ اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے۔اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کیلئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔

یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے۔اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔وہ آخر فتحیاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔''

(الوصیت صفحہ 8-9)

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

ع قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے ثبوت

زندہ خدا کے زندہ نشانات

(احمد طاہر مرزا۔ ربوہ)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

حضرت مرزا شریف احمد صاحب

''یہ مرزا منصور احمد صاحب کے والد تھے ان کی پیدائش ۱۸۹۵ء میں ہوئی۔ اور وفات ۱۹۶۱ء میں ہوئی۔ انہوں نے ۶۶ سال کی عمر پائی۔ اپنے سب بھائیوں میں سب سے چھوٹی عمر میں فوت ہوئے ہیں۔

حضرت میاں شریف احمد صاحب کے متعلق الہام تھا کہ اللہ ان کو بہت عمر دے گا اور امارت دے گا اور ایک الہام یہ بھی تھا کہ ''وہ بادشاہ آیا''۔ اس کے باوجود تینوں بھائیوں میں سب سے چھوٹی عمر پائی اور کبھی بھی امیر نہیں بنے۔ اس پر لوگ گھبراتے تھے۔ دیکھنے میں ان میں سے کوئی الہام بھی آپ پر پورا نہیں ہوا اور یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ الہامات پورے نہ ہوں۔

اس سے پہلے لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ ان کی عمر میں بیماریاں آئی ہیں بچ گئے اس لئے عمر بھی لمبی ہوئی۔ اور امارت کا ترجمہ کرتے تھے کہ امیر ہوگیا حالانکہ نہ وہ بات ٹھیک تھی نہ یہ بات ٹھیک تھی۔ ایک دفعہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ سے کسی نے یہ سوال کیا اور مجھے فائزہ (حضور انور کی بیٹی بی بی فائزہ مراد ہیں۔ ناقل) نے ان کی کتاب میں سے نکال کے دکھایا ہے۔ وہی بات کی جو میں نے کی تھی۔ اس زمانے میں جب کہ ابھی یہ فوت بھی نہیں ہوئے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ دیکھنے میں تو ان کے متعلق یہ باتیں پوری ہوتی نظر نہیں آ رہیں۔ تو آپ کا کیا خیال ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام تو ہو نہیں سکتا کہ پورے نہ ہوں حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے دو باتیں کیں جو بہت عمدہ تھیں۔

ایک یہ کہ ان کے متعلق یہ جو آیا ہے کہ وہ بادشاہ آیا ہے ان کی مزاج میں بادشاہت ہے ہم دونوں بھائیوں کے مزاج میں وہ بات نہیں ہے جو ان کی مزاج میں ہے۔ جو بات میاں منصور احمد صاحب کے مزاج میں تھی وہی ان کے مزاج میں بھی تھی۔ بے نیاز تھے اور بالکل کسی کی پرواہ نہیں کیا کرتے تھے۔ نڈر تھے اور تبصرے کے معاملے میں بالکل سچے اور صاف تو بادشاہت مزاج میں تھی۔ لیکن ساتھ ہی جو دلچسپ بات انہوں نے کہی وہ وہی ہے جو میں اپنے خطبے میں بھی بیان کر چکا ہوں۔ (یعنی خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲/دسمبر ۱۹۹۷ء۔ ناقل) حضرت میاں بشیر احمد صاحب نے کہا۔

دیکھو بعض دفعہ باپ کے متعلق الہام ہوتا ہے اور بیٹے پر پورا ہوتا ہے اس لئے ان کے متعلق جو الہام ہوا وہ اگلا وقت بتائے گا کہ دراصل وہ ان کے بیٹے کے اوپر پورا ہوگا اور بیٹے تین تھے۔

ایک مرزا منصور احمد صاحب، ایک مرزا ظفر احمد صاحب اور ایک مرزا داؤد احمد صاحب۔ وہ دونوں ان سے بہت چھوٹے تھے اور وہ دونوں ان کی زندگی میں فوت ہوگئے۔ اور ان کو بیماریاں دل کی اور دوسری بار بار لاحق ہوتی رہیں۔ ہر بیماری پر ڈاکٹر کہتے تھے کہ بس اب چھٹی۔ مگر بغیر توقع کے پھر عمر لمبی ہو جاتی تھی۔ ان کی عمر ۸۷ سال اور آٹھ مہینے تھی۔ جو باقی بھائیوں سے بہت زیادہ ہے۔ اور حضرت میاں شریف احمد صاحب کی ان کی مقابل پر بہت چھوٹی ہے اور یہی وہ بھائی ہیں مرزا منصور احمد صاحب اللہ ان پر رحمت کرے جن کو امارت ملی ہے۔ یعنی ربوہ کے امیر بنے رہے ہیں اتنا لمبا عرصہ کہ دوسری ساری امارتیں اس کے مقابل پر کوئی چیز نہیں ہیں۔ اس لئے یہ ہیں مرزا شریف احمد صاحب جن کے متعلق الہامات ہوئے اور وہ سارے الہامات آپ کے بڑے بیٹے مرزا منصور احمد صاحب کے اوپر من وعن پورے ہوئے۔

(اردو کلاس نمبر ۳۳۶ بحوالہ روزنامہ الفضل ۲۰/مارچ ۱۹۹۹ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے بارے میں بعض الہامات

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح ان کے مزاج میں ایک لطیف قسم کا توازن پایا جاتا تھا۔ عفوو شفقت کے موقعہ پر وہ پانی کی طرف نرم ہوتے تھے جو ہر چیز کو رستہ دیتا چلا جاتا ہے۔ مگر سزا اور عقوبت کے جائز مواقع میں وہ ایک چٹان کی طرح مستحکم تھے جسے کوئی جذبہ یا کوئی خیال اپنی جگہ سے متزلزل نہیں کر سکتا تھا اور طبیعت میں نہایت سادگی اور غریب نوازی تھی۔ کیا عجب کہ ان کی اسی جسمانی اور اخلاقی مشابہت کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام میں اشارہ ہو کہ:

''اب تُو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں''۔

انہوں نے بہرحال ظاہری اور انتظامی رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوری جانفشانی حاصل نہیں کی تو پھر لامحالہ استعارے کے رنگ میں اس الہام کی یہی تشریح سمجھی جا سکتی ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے۔

عزیز میاں شریف احمد صاحب ایک دفعہ جماعت احمدیہ کے نظام میں قاضی بھی مقرر ہوئے تھے اور محترم شیخ بشیر احمد صاحب حال جج ہائی کورٹ ان کے ساتھ کے قاضی تھے۔ شیخ صاحب کا کہنا ہے کہ مَیں نے اس دوران میں میاں شریف احمد صاحب کو بہت پختہ اور صائب رائے پایا جو بہت جلد حقیقت کو پا کر بڑی مضبوطی کے ساتھ اس پر قائم ہو جاتے تھے اور ناواجب نرمی اور ناواجب سختی سے کلّی طور پر بچ کر رہتے تھے اور انصاف کے ترازو کو پوری طرح قائم رکھتے تھے۔ اس طرح ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مکاشفہ بھی پورا ہوا کہ:

''اس نے قاضی بننا ہے''۔

میاں شریف احمد صاحب کی زندگی میں عُسر ویُسر کے متعدد دَور آئے اور ہر دَور میں انہوں نے اپنا شاہانہ مزاج قائم رکھا۔ وہ دل کے درویش تھے مگر مزاج کے بادشاہ تھے۔ یُسر کی حالت کو تو کہنا ہے عُسر میں بھی وہ اپنے شاہانہ مزاج کو قائم رکھتے تھے اور اپنے ہاتھ کو تنگی کے ایام میں بھی روکتے نہیں تھے اور غرباء کی مدد میں بھی بڑی فیاضی سے حصہ لیتے تھے۔ بعض دفعہ تو ایسا ہؤا کہ انہوں نے رستہ چلتے ہوئے کسی غریب کو پاس سے گزرتے دیکھا تو جھٹ جیب سے سو روپے کا نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ لینے والا حیرانی میں مبتلا ہو کر اپنی آنکھیں ملتا رہا اور یہ درویش بادشاہ خاموشی سے آگے نکل گیا۔ اپنے خرچ پر کنٹرول نہ کرنے کی وجہ سے وہ بسا اوقات قرض میں بھی مبتلا ہو جاتے تھے مگر ان کی شاہ خرچی کے انداز میں کبھی فرق نہ آیا۔ ساری عمر اسی شاہانہ ڈگر پر قائم رہے۔ غالبًا ان کی ولادت کے موقعہ پر خدائی فرشتوں نے آسمان پر ان کی آئندہ زندگی کا نظارہ دیکھ کر ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کانوں میں یہ خدائی الفاظ پہنچائے ہوں گے کہ:

''وہ بادشاہ آتا ہے''۔

دراصل یہ چاروں الہام جو درج کئے گئے ہیں۔ عزیزم میاں شریف احمد صاحب کی ذاتی زندگی اور ذاتی سیرت کے مختلف پہلوؤں کی طرف اشارہ کرنے کے لئے نازل ہوئے تھے مگر تعجب نہیں کہ آگے چل کر ان کی نسل میں ان مکاشفات کے بعض ظاہری پہلو بھی رونما ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ بھی سنت ہے کہ جس شخص کے متعلق کوئی بات خدا کی طرف سے ظاہر کی جاتی ہے وہ بعض اوقات اس کی بجائے اس کی اولاد یا نسل میں پوری ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں قیصرو کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں دیکھیں۔ مگر آپ ان کنجیوں کے ملنے سے پہلے ہی فوت ہو گئے۔ اور یہ کنجیاں آپؐ کے خلفاء اور روحانی فرزندوں کے ہاتھ میں آئیں ...... یہ قدرت خداوندی کے عجائبات ہیں جن سے روحانی دنیا معمور نظر آتی ہے اور خدا اپنے مصالح کو بہتر سمجھتا ہے۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درِّثمین والے پنج تن کی درمیانی کڑی درمیان میں سے کٹ کر آسمان کی طرف پرواز کر گئی اور ہم بہن بھائی پانچ سے چار رہ گئے۔ دوست دعا کریں کہ فوت ہونے والے بھائی کو خدا تعالیٰ اپنے خاص جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کی بیگم اور اولاد کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو اور ان کو اپنے فضل و رحمت کے سایہ میں رکھے اور انہیں حضرت مسیح موعودؑ کا سچا وارث بنائے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۹/ جنوری ۱۹۶۲ء)

اس وضاحت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض کشوف والہامات یہاں بیان کئے جا رہے ہیں جو یقیناً اہل بیت حضرت مسیح موعود، ابنائے فارس اور نبیرہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں پورے ہوتے ہیں۔

جو پہلے ہے وہ پہلے ہے

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''ایک گھنٹہ ہؤا ہوگا ہم نے دیکھا والدہ محمود قرآن شریف رکھے ہوئے پڑھتی ہیں، جب یہ آیت پڑھی وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَاءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ وَ حَسُنَ اُوْلٰٓئِکَ رَفِیْقًا (سورہ النور) اور اس میں اُوْلٰٓئِکَ پڑھا تو محمود سامنے آ کھڑا ہؤا پھر دوبارہ اُوْلٰٓئِکَ پڑھا تو بشیر آ کھڑا ہؤا۔ پھر شریف آ گیا۔ پھر فرمایا جو پہلے ہے وہ پہلے ہے''۔

(سیرت حضرت مرزا شریف احمد۔ ناشر مجلس خدام الاحمدیہ ۱۹۶۲ء صفحہ ۳۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے۔ اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں۔ ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ

''وہ بادشاہ آیا''۔

دوسرے نے کہا کہ ''ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے''۔ فقط۔

فرمایا: قاضی حَکم کو بھی کہتے ہیں۔ قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کرے۔

فرمایا: چند سال ہوئے ایک دفعہ ہم نے عالم کشف میں اسی لڑکے شریف احمد کے متعلق کہا تھا کہ

''اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں''۔

اور جب یہ پیدا ہوا تھا تو اس وقت عالم کشف میں مَیں نے دیکھا کہ آسمان پر سے ایک روپیہ اترا اور میرے ہاتھ پر رکھا گیا۔ اس پر لکھا تھا۔ مُعَمَّرُ اللّٰہُ (خدا کی طرف سے عمر دیا ہوا)

(اخبار بدر قادیان ۱۰/جنوری ۱۹۰۷ء)

پھر فرماتے ہیں:

شریف احمد کی نسبت اس کی بیماری کی حالت میں الہامات ہوئے۔

عَمَّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّع

اَمَّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّع

ائنت لا تعرفین القدیر

مُرَادُکَ حَاصِلٌ

اَللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَ ھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ

(تذکرہ طبع اول صفحہ ۶۶۷۔۶۶۶)

''مرادک حاصل'' - ''اُس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت میرزا شریف احمد رضی اللہ عنہ کو رؤیا میں دیکھا کہ انہوں نے پگڑی باندھی ہے۔ اب پگڑی باندھنا عام بات ہے بظاہر اس میں کوئی خاص بات نہیں۔ اس میں شک نہیں

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

وہ خدا بڑا زبردست اور قوی ہے جس کی طرف محبت اور وفا کے ساتھ جھکنے والے ہرگز ضائع نہیں کئے جاتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفت قوی کے مظہر اتم تھے۔

(آیات قرآنی، احادیثِ نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور روایات صحابہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت قوی کا بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ۔ فرمودہ ۲۱ رمارچ ۲۰۰۳ء مطابق ۲۱ رامان ۱۳۸۲ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

آج اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْقَوی سے متعلق خطبہ ہوگا:۔

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ۔ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ۔ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾ (سورة الحديد: ۲۶)

ہم نے یقیناً اپنے رسول کھلے کھلے نشانوں کے ساتھ بھیجے اور ان کے ساتھ کتاب اتاری اور عدل کا ترازو بھی تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہ سکیں۔ اور ہم نے لوہا اتارا جس میں سخت لڑائی کا سامان اور انسانوں کے لئے بہت سے فوائد ہیں۔ تا کہ اللہ اسے جان لے جو اس کی اور اس کے رسولوں کی غیب میں بھی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

یہاں لفظ اُتارا کے مفہوم سے یہ سوچنا چاہئے کہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے آسمان پر جانے میں جو استنباط کرتے ہیں وہ اس اَنْزَلَ لفظ سے کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نازل ہوں گے حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے ہم نے لوہا اُتارا۔ اب کب دیکھا ہے لوگوں نے کہ لوہا آسمان سے اُتارا جا رہا ہے۔ یہ تو زمین سے کانوں سے نکلتا ہے اسی طرح گائے بھینسوں جانوروں کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے جانوروں کو اُتارا۔ اب کسی نے گائے، بھینسیں برستی تو نہیں دیکھی۔ اب صاف پتہ چلتا ہے کہ اتارا کے لفظ سے یہ معنے لینا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام آسمان سے نازل ہوں گے یہ بالکل غلط ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا۔ ہم نے تمہارے اندر ذکر رسول، وہ رسول جو مجسّم ذکر تھا وہ اُتارا ہے۔ اب سب مسلمان یہ مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آسمان سے نہیں اُترے۔

اب میں قوی کے متعلق مختصر لغوی بحث کرتا ہوں:۔

قوت ذاتی، سیاسی، حرفتی، صنعتی، اور فوجی کسی بھی قسم کی ہوسکتی ہے۔ ملکی قوت، فوجی قوت، ہوا اور موجوں کی قوت۔ جو قوتیں ہمارے اندر کام کر رہی ہیں ان کو مَقْدَرَةٌ نَفْسِيَّة کہتے ہیں۔

حَصَلَ عَلَى الشَيْءِ بِالْقُوَّةِ کا مطلب ہے کہ اس نے کوئی چیز زور اور زبردستی سے حاصل کی اور رَجُلٌ قَوِيٌّ ایسے شخص کو کہتے ہیں جو تجربات کا سامنا کرنے کی قوت رکھتا ہو یا ثابت قدمی اس کا خاصہ ہو اور قوی پکے ارادے کے مالک کو بھی کہتے ہیں۔

(المنجد فی اللغة العربية المعاصرة)

ایک اس میں آیا تھا مَقْدَرَةٌ نَفْسِيَّة اس کا مطلب عام لوگوں کو سمجھ نہیں آئے گا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اندر صلاحیت ہے، قدرت ہے۔ خواہ وہ کام کرے یا نہ کرے مگر اس کے اندر صلاحیت موجود ہے۔

''لسان العرب'' میں ہے:

قوت ضعف کا متضاد ہے اور اس کی جمع قُویٰ آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰيَحْيٰ خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ) اے یحیٰ! کتاب کو اپنی پوری کوشش اور خدا کی مدد کے ساتھ پکڑ ......قوت غلبہ کے معنے میں بھی آتا ہے جیسے کہتے ہیں کہ مَیں نے اس سے زور آزمائی کی اور اس پر غالب آ گیا۔

ابن اُثیر کہتے ہیں کہ ''القوی الشديد'' وہ ذات ہے جسے اپنے کام کی وجہ سے کوئی مشقت درپیش نہ ہو۔ (لسان العرب)

حضرت امام راغب کے نزدیک لفظ قوة کبھی تو طاقت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ﴾ اور کبھی کسی چیز کے اندر موجود استعدادوں کو کہتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ گٹھلی اپنی قوت کے لحاظ سے کھجور کا درخت ہی ہے کیونکہ وہ کھجور کا درخت بن سکتی ہے۔

قوت کا لفظ کبھی بدنی اور کبھی دلی اور کبھی خارجی اور کبھی الٰہی طاقت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے......اور خدا تعالیٰ کے قول ﴿اِنّ اللّٰه هُوَ الرَّزَّاقُ ذُوْ الْقُوَّةِ الْمَتِيْن﴾ سے مراد وہ قوتیں ہیں جو خدا کو حاصل ہیں اور جو وہ اپنی مخلوق کو عطا کرتا ہے اس نے اپنے کلام ﴿وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلَى قُوَّتِكُمْ﴾ میں ضمانت دی ہے کہ وہ تم میں سے ہر ایک کو جس قدر وہ مستحق ہے مختلف قوتیں عطا کرے گا......قوت کے لفظ کو استعداد کے معنوں میں سب سے زیادہ فلاسفر استعمال کرتے ہیں اور اس کو دو طرح سے لیتے ہیں۔ ایک یہ کہ استعداد تھی لیکن استعمال نہیں ہوئی۔ مثلاً کہتے ہیں فُلَانٌ كَاتِبٌ بِالْقُوّةِ کہ وہ کاتب ہے قوت کے لحاظ سے۔ اس میں اچھی کتابت کی صلاحیت موجود ہے خواہ وہ کاتب ہو یا نہ ہو۔ (المفردات، زير كلمة قوى)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ قوی اور بہادر تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے زیادہ بہادر، قوی، معزز، سخی اور نورانی وجود کسی کو نہیں دیکھا۔ (ابن سعد۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۷۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سے سب سے زیادہ خوبصورت اور بہادر تھے ایک رات اہلِ مدینہ نے شور سنا اور خوف محسوس کیا کہ یہ آواز کس طرف نکلی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو پتہ چلا تو سب سے پہلے ایک گھوڑے پر سوار ہوئے اور اکیلے ہی اس طرف روانہ ہوئے جس طرف شور تھا۔ بالآخر آپؐ واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں دیکھ آیا ہوں خطرے کی کوئی بات نہیں۔ اور گھوڑے کو جو بہت تیز رفتار تھا آپؐ نے **بحر** قرار دیا۔ (صحيح البخاری۔ کتاب الجهاد والسير)

ایک ابن ہشام میں یہ روایت ہے کہ حضرت ابوطالب کے پاس بہت سے لوگ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ دیکھو اس نے جو نبی کہلاتا ہے ہمارے بتوں کو بہت گالیاں دی ہیں۔ جو بت ہمیں بہت پسند ہیں، ہم ان کی زیادہ بے عزتی برداشت نہیں کر سکتے۔ اب تک ہم تیری وجہ سے رکے ہوئے تھے، تو اب باز آجا اور اس سے اپنی حمایت اٹھا لے، پھر ہم دیکھیں گے کہ اس کا کیا ہوتا ہے۔ اس پر حضرت ابوطالب گھبرائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یاد فرمایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم استقامت کا پہاڑ بن کر سامنے کھڑے ہوگئے اور فرمایا دیکھو! ابوطالب اگر میری حمایت آپ مجھ سے واپس لینا چاہتے ہیں تو بے شک واپس لے لیں، میرا اللہ تعالیٰ پر توکل ہے اور میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ اگر یہ سورج کو میرے دائیں ہاتھ اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ پر بھی

لا کے کھڑا کردیں تب بھی میں اپنے ارادے اوراس کام سے باز نہیں آؤں گا جو پیغام میں دیتا ہوں۔ ابوطالب پراس کا بہت اثر ہوااور کہا بھتیجے! جو چاہتا کر میں تیرے ساتھ ہوں۔تو لڑتا ہے،قریش مکّہ یہ بات سن کر چلے گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں، یہ زبانی بتاتا ہوں اس لئے میں چھوڑتا اس روایت کو۔ یہ جو آپ کے الفاظ تھے یہ تھے:۔اے چچا! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں تو پھر بھی میں اپنے اس کام سے باز نہیں آسکتا حتی کہ یہ(امر) غالب آجائے یا مَیں اس راہ میں مار دیا جاؤں۔

یہ کہتے ہوئے رسول کریم ﷺ آبدیدہ ہوگئے اور اٹھ کر جانے لگے تو حضرت ابوطالب نے آواز دے کر کہا: اے میرے بھتیجے! جا اور جو چاہے کہتا رہ۔ خدا کی قسم! میں ہمیشہ تیری مدد کرتا رہوں گا اور میں آج کے بعد تم سے کچھ طلب نہیں کرونگا۔(سیرة نبویة لابن ہشام تحت عنوان ”رجوع الوفد الی ابی طالب مرة ثانیه“۔صفحه ۱۲۱)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نجران کا وفد آیا تو انہوں نے کہا کہ اے محمد ﷺ آپ ہمارے ساتھ کوئی ایسا شخص بھیجیں جسے ہم جزیہ دے دیا کریں۔تو آپ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، میں تمہارے ساتھ ایک قوی اور امین شخص کو بھیجوں گا۔حضرت ابوبکر ؓ فرماتے ہیں کہ اس وقت میرے دل میں شدید خواہش ہوئی کہ کاش میں وہ قوی اور امین ہوں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ابوعبیدہ کو منتخب فرمالیا اور کہا اٹھو اور ان کے ساتھ جاؤ۔(تاریخ مدینة دمشق، لابن عساکر۔ جلد ۲۵۔ صفحه ۴۶۴)

خالد بن ابی عمران روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم شاید ہی کبھی کسی مجلس سے اُٹھے ہوں گے کہ آپؐ نے اپنے صحابہؓ کے لئے ان الفاظ میں دعا نہ کی ہو: اے میرے اللہ! تُو ہمیں اپنا ایسا خوف عطا کر جو ہمارے اور تیری معصیت کے درمیان حائل ہو جائے اور ہمیں اپنی ایسی اطاعت عطا کر جس کی وجہ سے تُو ہمیں جنت میں پہنچا دے اور ایسا یقین بخش کہ جس کی وجہ سے دنیا کے مصائب تُو ہم پر آسان کر دے۔اے میرے اللہ! ہمیں اپنے کانوں، اپنی آنکھوں اور اپنی طاقتوں سے زندگی بھر صحیح صحیح فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور ہمیں اس بھلائی کا وارث بنا۔اور جو ہم پر ظلم کرے اُس سے تُو ہمارا انتقام لے۔ جو ہم سے دشمنی رکھتا ہے اُس کے برخلاف ہماری مدد فرما۔اور ہمارے دین کے بارہ میں ہمیں کسی ابتلا میں نہ ڈال۔اور دنیا کو ہمارا سب سے بڑا غم اور فکر نہ بنا اور دنیا ہی ہمارا مبلغ علم نہ ہو(یعنی ہمارے علم کی پہنچ صرف دنیا تک ہی محدود نہ ہو)۔اور ایسے شخص کو ہم پر مسلّط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرتا ہو۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب فی جامع الدعوات)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:-

”جو کلام مجھ پر نازل ہوتا ہے اس کے ساتھ ایک شوکت اور لذّت اور تاثیر ہے۔ وہ ایک فولادی میخ کی طرح میرے دل کے اندر دھنس جاتا ہے اور تاریکی کو دُور کرتا ہے اور اُس کے ورود سے مجھے ایک نہایت لطیف لذّت آتی ہے۔کاش اگر مَیں قادر ہوسکتا تو مَیں اس کو بیان کرتا مگر روحانی لذتیں ہوں خواہ جسمانی، اُن کی کیفیات کا پورا نقشہ کھینچ کر دکھلانا انسانی طاقت سے بڑھ کر ہے۔ ایک شخص ایک محبوب کو دیکھتا ہے اور اس کی ملاحتِ حسن سے لذت اٹھاتا ہے مگر وہ بیان نہیں کرسکتا کہ وہ لذت کیا چیز ہے۔اسی طرح وہ خدا جو تمام ہستیوں کا علّت العلل ہے جیسا کہ اس کا دیدار اعلیٰ درجہ کی لذت کا سرچشمہ ہے ایسا ہی اُس کی گفتار بھی لذات کا سرچشمہ ہے......خدا کا کلام جس قوت اور برکت اور روشنی اور تاثیر اور لذت اور خدائی طاقت اور چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے خود یقین دلا دیتا ہے کہ مَیں خدا کی طرف سے ہوں اور ہرگز مُردہ آوازوں سے مشابہت نہیں رکھتا بلکہ اُس کے اندر ایک جان ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک طاقت ہوتی ہے اور اُس کے اندر ایک کشش ہوتی ہے اور اُس کے اندر یقین بخشنے کی ایک خاصیت ہوتی ہے اور اُس کے اندر ایک لذّت ہوتی ہے اور اُس کے اندر ایک روشنی ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک خارق عادت تجلّی ہوتی ہے۔“(نزول المسیح۔ روحانی خزائن۔ جلد ۱۸۔صفحه ۴۶۳تا۴۶۴)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:-

”درحقیقت وہ خدا بڑا زبردست اور قوَی ہے جس کی طرف محبت اور وفا کے ساتھ جھکنے والے ہرگز ضائع نہیں کئے جاتے۔دشمن کہتا ہے کہ مَیں اپنے منصوبوں سے اُن کو ہلاک کردوں اور بداندیش ارادہ کرتا ہے کہ مَیں ان کو کچل ڈالوں۔مگر خدا کہتا ہے کہ اَے نادان! کیا تُو میرے ساتھ لڑے گا؟ اور میرے عزیز کو ذلیل کرسکے گا؟ درحقیقت زمین پر کچھ نہیں ہوسکتا مگر وہی جو آسمان پر پہلے ہو چکا اور کوئی زمین کا ہاتھ اس قدر سے زیادہ لمبا نہیں ہوسکتا جس قدر کہ وہ آسمان پر لمبا کیا گیا ہے۔ پس ظلم کے منصوبے باندھنے والے سخت نادان ہیں جو اپنے مکروہ اور قابل شرم منصوبوں کے وقت اُس برتر ہستی کو یاد نہیں رکھتے جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا۔لہٰذا وہ اپنے ارادوں میں ہمیشہ ناکام اور شرمندہ رہتے ہیں اور اُن کی بدی سے راستبازوں کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا بلکہ خدا کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور خلق اللہ کی معرفت بڑھتی ہے۔وہ قوِی اور قادر خدا اگرچہ ان آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا مگر اپنے عجیب نشانوں سے اپنے تئیں ظاہر کر دیتا ہے اور بداندیشوں کے حملے راستبازوں پر قدیم سے ہوتے چلے آئے ہیں۔مجھ سے پہلے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بھی یہی ارادہ کیا تھا کہ ناحق مجرم ٹھہرا کر سولی دلا دیں مگر خدا کی قدرت دیکھو کہ کس طرح اُس نے اپنے اُس مقبول کو بچالیا۔“(کتاب البریّه۔ روحانی خزائن۔ جلد ۱۳۔صفحه ۱۹)

اب میں قرآن کریم کی آیات پڑھتا ہوں: ﴿فَلَا اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ۔ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ﴾(سورة الواقعه:۷۶ و۷۷)

پس میں ضرور ستاروں کے جھرمٹوں کو گواہ کے طور پر پیش کرتا ہوں۔اور یقیناً یہ ایک بہت بڑی گواہی ہے۔کاش تم جانتے۔

یہ جو قرآن کریم کا معجزہ ہے کہ مَوَاقِعُ النُّجُوم کو ایک بہت بڑی گواہی قرار دیا ہے حالانکہ دور سے ستارے بہت چھوٹے چھوٹے دکھائی دیتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کوئی انسان سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مَوَاقِعُ النّجُوم بہت بڑی چیز ہے۔آج میں نے آپ کے لئے مَوَاقِعُ النّجُوم سے متعلق بعض معلومات اکٹھی کی ہیں۔وہ نسبتاً مختصر بیان کروں گا کیونکہ عام لوگوں کو اس کی سمجھ نہیں آئے گی۔مگر مَوَاقِعُ النّجُوم فی الحقیقت بہت بڑی چیز ہے۔

سائنس نے نئے نئے انکشافات کئے ہیں ان کے ذریعہ پردہ اُٹھایا گیا ہے تو پتہ چلا ہے کہ مَوَاقِعُ النّجُوم کتنی عظیم الشان چیز ہے۔غالب نے بھی خوب کہا ہے:۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازیگر کھلا

کائنات میں اللہ تعالیٰ کے قوی ہونے کے مظاہر ہر طرف بکھرے پڑے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی قویّت کا ایک مظہر تو سورج ہے۔سورج کی توانائی سے ہر چیز قوت اور طاقت پکڑ رہی ہے۔لوگوں کو اس کا اندازہ نہیں کہ سورج کی توانائی سے سبزہ بنتا ہے، سورج کی توانائی سے اس کو جہاں گائیں، بھینسیں کھاتی ہیں، جانور کھاتے ہیں، پھر ان کا گوشت کھاتے ہیں شیر وغیرہ اور پھر انسان اور ساری طاقت ان کو سورج سے ملتی ہے۔تو سمجھ نہیں سکتے کہ جس چیز پر وہ آجکل بیٹھ کے آئے ہیں، کاروں پر، وہ دراصل سورج کی توانائی کا کرشمہ ہے۔ایک زمانہ تھا جس میں ڈائناسارز کی حکومت تھی۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ﴿اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ کہ کوئی ایک بھی چیز ایسی نہیں جس کے ہمارے پاس خزائن نہ ہوں۔ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک ٹھیک اندازے کے مطابق۔اب ڈائناسارز کو لوگ نہیں جانتے ایک زمانہ تھا جبکہ ڈائناسارز کی حکومت ہوتی تھی اور وہ ہر سبزہ کھا جاتے تھے، کچھ نہیں چھوڑتے تھے اس میں سے باقی۔ یہاں تک کہ آسمان سے ایک بہت بڑا Meteor سمندر میں گرا اور اس کی ہوا جو اڑی ہے اس نے سایہ کر دیا ساری زمین پہ اور تمام سبزیاں ختم ہوگئیں۔ یہاں تک کہ ڈائناسار بھی مر گئے اور ان کا کچھ باقی نہیں رہا۔پھر وہی ڈائناسار ہیں جو زلزلوں کی وجہ سے سمندر کے کنارے دفن ہوئے اور وہ سمندر کے کنارے دفن ہونے کی وجہ سے، دباؤ کی وجہ سے رفتہ رفتہ تیل میں تبدیل ہوگئے اور وہی تیل ہے جو آج ہمارے چلنے پھرنے کا موجب بن رہا ہے۔اب بہت سے لوگ جو کاروں میں بیٹھ کے آئے ہیں یا بسوں میں آئے ہیں ان کو علم نہیں انہوں نے ڈائناسار کی سواری کی ہے، وہ ڈائناسار پر چڑھے ہوئے تھے۔

اب خداتعالیٰ کی قدرت کا اندازہ کریں کہ سبزہ بنتا ہے، جانور نشونما پاتے ہیں، تیل بنتا ہے، تیل سے راکٹ، جہاز، گاڑیاں اور بیشمار قسم کی دوسری مشینیں چلتی ہیں ۔سورج ایسا ستارہ ہے جس کے گرد زمین اور نظام شمسی کے دیگر سیارے گھومتے ہیں اور یہ اس نظام شمسی کا مرکز ہے۔سورج بے پناہ توانائی کا خزانہ ہے جس کا ایک حصہ جو زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے روشنی اور حرارت کی صورت میں زمین کو پہنچتا ہے۔

اب میں مختصر کر دیتا ہوں ۔سورج چمکنے والی گیسوں سے مرکّب ہے۔اس کا محیط تیرہ لاکھ بانوے ہزار کلو میٹر ہے۔اس کی کمیت بہت وسیع ہے یہاں تک کہ اس کا Mass زمین سے تین لاکھ تیس ہزار گنا زیادہ ہے۔

سورج میں توانائی Neuclear Fusion کے ذریعے پیدا ہوتی ہے۔یہ Erg سے اس کی توانائی ناپی جاتی ہے۔ایک Erg ایک گرام مادے کی دگنی حرکی توانائی کے برابر ہے جو ایک مربع سینٹی میٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے حرکت کر رہا ہو۔

عمومی طور پر سورج سے زمین کی سطح کے ایک مربع سنٹی میٹر پر ایک سیکنڈ میں جو توانائی سورج کی عمودی شعاعوں سے پہنچتی ہے وہ تیرہ لاکھ پچاسی ہزار ارگ (Erg) ہوتی ہے۔عام زبان میں اس کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ زمین کی سطح پر شمسی توانائی چھیالیس لاکھ نوے ہزار ہارس پاور فی مربع میل کے حساب سے پہنچتی ہے ۔ایک مربع میٹر کا ٹکڑا سورج سے ایک وقت میں سوا دو ہارس پاور توانائی حاصل کرتا ہے۔

اس کا ایک جائزہ یوں بھی لیا جا سکتا ہے کہ سورج کی جو توانائی زمین پر ایک دن میں پہنچتی ہے اس کی کل مقدار پوری دنیا میں استعمال ہونے والی Electric Power سے دو لاکھ گنا زیادہ ہوتی ہے۔ایک دن میں سورج سے جو توانائی زمین پر پہنچتی ہے۔باقی چھوڑ دیتے ہیں ۔زمین سے فاصلہ کتنا ہے۔نو کروڑ انتیس لاکھ ستاون ہزار میل یہ عام طور پر مشہور ہے۔یہ زمین سے سورج کا فاصلہ ہے۔

اب میں ایک اور بہت بڑے طاقتور ستارے کا ذکر کرتا ہوں ۔ ایسے ستارے جن کو میگنا ٹار کہتے ہیں۔وہ ستارے ایک سیکنڈ کے بارہویں حصہ میں اتنی توانائی نکالتے ہیں جو سورج دس ہزار سال میں نکالتا ہے۔اب دیکھئے سورج کی توانائی کتنی عظیم الشان ہے اس وقت ہم سب نے سورج کی توانائی سے زندگی حاصل کی ہے۔ساری زمین کا کارخانہ اسی سے ہی جاری ہے۔اور اس کے باوجود سورج کی توانائی، اس سے بھی بہت ہی زیادہ ہے۔ایک سیکنڈ کے بارہویں حصے میں بعض ستارے اتنی توانائی نکالتے ہیں کہ سورج دس ہزار سال میں بھی نہیں نکال سکتا۔

سورج کی قسم کے اجسام جو خود روشن ہوں ستارے کہلاتے ہیں۔ان کی مختلف اقسام ہیں۔ ان میں بعض سورج سے کئی لاکھ گنا بڑے اور بعض چھوٹے ہوتے ہیں۔بعض کی روشنی سورج سے لاکھوں گنا زیادہ اور درجۂ حرارت بھی کئی لاکھ گنا زیادہ ہوتا ہے۔لیکن زمین سے ان کا فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے ہمیں محض ان کی ٹمٹماتی ہوئی روشنی نظر آتی ہے۔

ڈنمارک کے مشہور ماہر فلکیات نے امریکی سائنسدانوں کے ساتھ مل کر اس سلسلے میں بہت کام کیا ہے اور ستاروں کا نقشہ کھینچا ہے۔اس کی تقسیم کے مطابق ستاروں میں بعض کو Giant اور بعض کو Super Giant اور بعض کو Dwarf کہا گیا ہے۔

Giant بہت بڑا Super Giant بہت ہی بڑا اور Dwarf بونا۔اس تقسیم کی رو سے ستاروں کے بڑے یا چھوٹے ہونے کا پیمانہ طے ہوتا ہے۔ایک ستارہ جو Super Giant قسم کا ستارہ ہے اس کے ڈایا میٹر کا اندازہ چار سو بیس ملین کلو میٹر لگایا گیا ہے اور اسے Super Giant Antares کا نام دیا جاتا ہے۔یہ سورج سے تین ہزار چار سو گنا زیادہ روشن ہے۔اچھا یہ بات تو آپ کو اب میں بتا چکا ہوں کہ Photosynthesis کے ذریعے سورج کی روشنی سے تمام سبزہ پیدا ہوتا ہے اور اسی سبزہ کو ہم کھاتے ہیں اور جانور بھی اس فائدہ اٹھاتے ہیں اور ان جانوروں کو پھر ہم کھاتے ہیں اور دوسرے جاندار کھاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:۔

”جو کچھ اجرام فلکی اور عناصر میں جسمانی اور فانی طور پر صفات پائی جاتی ہیں وہ روحانی اور ابدی طور پر خدا تعالیٰ میں موجود ہیں۔اور خدا تعالیٰ نے یہ بھی ہم پر کھول دیا ہے کہ سورج وغیرہ بذات خود کچھ چیز نہیں ہیں۔ یہ اسی کی طاقت زبردست ہے جو پردہ میں ہر ایک کام کر رہی ہے۔وہی ہے جو چاند کو پردہ پوش اپنی ذات کا بنا کر اندھیری راتوں کو روشنی بخشتا ہے۔جیسا کہ وہ تاریک دلوں میں خود داخل ہو کر اُن کو منور کر دیتا ہے اور آپ انسان کے اندر بولتا ہے۔وہی ہے جو اپنی طاقتوں پر سورج کا پردہ ڈال کر دن کو ایک عظیم الشان روشنی کا مظہر بنا دیتا ہے اور مختلف فصلوں میں مختلف اپنے کام ظاہر کرتا ہے۔اُسی کی طاقت آسمان سے برستی ہے جو مینہ کہلاتی ہے اور خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اور پیاسوں کو سیراب کر دیتی ہے۔اُسی کی طاقت آگ میں ہو کر جلاتی ہے اور ہوا میں ہو کر دم کو تازہ کرتی اور پھولوں کو شگفتہ کرتی اور بادلوں کو اٹھاتی اور آواز کو کانوں تک پہنچاتی ہے۔یہ اُسی کی طاقت (ہے) کہ زمین کی شکل میں مجسم ہو کر نوع انسان اور حیوانات کو اپنی پشت پر اٹھا رہی ہے۔مگر کیا یہ چیزیں خدا ہیں؟ نہیں، بلکہ مخلوق۔مگر ان کے اجرام میں خدا کی طاقت ایسے طور سے پیوست ہو رہی ہے کہ جیسے قلم کے ساتھ ہاتھ ملا ہوا ہے۔اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قلم لکھتی ہے مگر قلم نہیں لکھتی بلکہ ہاتھ لکھتا ہے۔“(نسیم دعوت۔ صفحہ۵۸ و ۵۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی صفتِ قوی کے مظہر اتم تھے۔آپ روحانی دنیا کے لئے مثلِ آفتاب تھے۔اسی لئے آپ کو سراجِ منیر کہا گیا ہے۔سراج سے مراد سورج ہے۔ آپ کی قوت سے ہی آپ کے صحابہ اور ان کے بعد آنے والے اولیاء قوّت پا رہے ہیں۔جس طرح سورج کے گرد ستارے ہیں اسی طرح آپ کے صحابہ ہیں جو ستاروں کی طرح آپ کے گرد گھوم رہے ہیں اور آپ کی طاقت سے ہدایت پا رہے ہیں اور آگے ان کی طاقت سے دنیا ہدایت پا رہی ہے۔اسی معنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِم اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ۔

حضرت عمرؓ بن خطاب بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مَیں نے اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی: اے محمدؐ! تیرے صحابہ کا میرے نزدیک ایسا مرتبہ ہے جیسے آسمان میں ستارے ہوں۔بعض بعض سے روشن تر ہیں لیکن نُور ہر ایک میں موجود ہے۔ پس جس نے تیرے کسی صحابی کی پیروی کی، میرے نزدیک وہ ہدایت یافتہ ہوگا۔ اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ۔میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جن کی بھی تم نے پیروی کی ہدایت پا جاؤ گے۔(مشکوٰۃ۔ کتاب المناقب۔ مناقب الصحابہ۔ صفحہ ۵۵۴)

حضرت اُسید بن صفوان بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو آہ و بکا سے سارا مدینہ ہل گیا۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے اِنّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے آئے اور (حضرت ابوبکر کو مخاطب کر کے) کہا......آپ نے خدا کے دین کو ایسے (احسن رنگ میں) قائم کیا کہ آپ سے پہلے کسی نبی کا خلیفہ اسے قائم نہ کر سکا اور آپ نے اس وقت ہمت سے کام لیا جب آپ کے اصحاب کمزور پڑ گئے اور آپ اس وقت مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے جب وہ کشمکش کا شکار ہو گئے۔آپ ایسے پہاڑ تھے جسے نہ تو آندھیاں ہلا سکیں اور نہ ہی سیلاب اسے اپنی جگہ سے ہٹا سکے...اور بالکل رسول کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق تھے کہ بدنی طور پر کمزور مگر خدا کے معاملے میں قوی...کمزور آپ کے نزدیک طاقتور اور غالب تھا جب تک کہ آپ اس کا حق نہ دلا دیں اور طاقتور آپ کے نزدیک کمزور تھا جب تک کہ آپ اس سے (کمزور کا) حق لے نہ لیں۔آپ کی بات محکم اور حتمی تھی اور آپ کا ہر حکم عزم پر مبنی ہوتا تھا۔آپ نے اسلام کو مضبوط کیا اور خدا کی قسم! آپ اسے بہت آگے لے گئے۔آپ نے اپنے بعد میں آنے والے (خلیفہ) کو تھکا دیا ہے اور آپ نے خیر کے ساتھ بہت بڑی کامیابی حاصل کی۔خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے بعد اب مسلمانوں کو آپ کی مانند کوئی شخص نہیں ملے گا۔آپ مسلمانوں کے لئے جائے پناہ اور قلعہ تھے اور اُن کے ہمدرد تھے۔(کنز العمال۔باب وفاۃ (أبی بکرؓ) جلد ۱۲۔ صفحہ ۵۴۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بھی اللہ تعالیٰ کی صفت قوی کے مظہر تھے۔آپ کے قوی ہونے کا اظہار اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ سخت سے سخت دشمن کی گالیوں اور ایذا رسانیوں کے مقابل پر ہمیشہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے تھے اور اگر آپ کے کسی خادم نے جواب دینا چاہا تو آپ اس کو سختی سے روک دیتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: طاقتور وہ نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے، اصل طاقتور وہ ہوتا ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھتا ہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الادب)

اب حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:۔

۱۳رفروری ۱۹۰۳ء کو ایک ڈاکٹر صاحب لکھنؤ سے تشریف لائے۔ بقول اُن کے وہ

بغدادی الاصل تھے اور عرصے سے لکھنؤ میں مقیم تھے۔ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ چند احباب نے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں بغرض دریافت حال بھیجا ہے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کچھ سوال وجواب کا سلسلہ شروع کیا۔ اُن کے بیان میں شوخی، استہزاء اور بے باکی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کی کچھ بھی پروانہ کی اور ان کی باتوں کا جواب دیتے تھے۔ سلسلہ کلام میں ایک موقعہ پر انہوں نے سوال کیا عربی میں آپؑ کا دعویٰ ہے کہ مجھ سے زیادہ فصیح کوئی نہیں لکھ سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ اس پر نو وارد نے بڑی شوخی سے مذاق کے رنگ میں کہا کہ بے ادبی معاف۔ آپ تو قاف بھی صحیح ادا نہیں کر سکتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام یہ سن کر کہنے لگے کہ دیکھو بھئی میں لکھنوی تو نہیں ہوں میں تو پنجابی ہوں اور میں پنجابی لہجہ میں قاف کو ادا کرتا ہوں۔ حضرت صاحبزادہ مولانا عبداللطیف صاحب شہید مرحوم سے ضبط نہ ہوسکا اور وہ اس کی طرف لپکے کہ یہ حضرت اقدس کی گستاخی کر رہا ہے۔ سلسلہ کلام بڑھ گیا، اتنا کہ قریب تھا کہ دونوں باہم گتھم گتھا ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے مخلص اور جانثار غیّور رفدائی کو روک دیا اس پر نو وارد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو مخاطب کر کے کہا کہ استہزا اور گالیاں سننا انبیاء کا ورثہ ہے۔ حضرت اقدسؑ نے اس پر فرمایا کہ ہم تو ناراض نہیں۔ یہاں تو خاکساری ہے۔ اور جب اس نے قاف ادا نہ کرنے پر حملہ کیا تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا: میں لکھنؤ کا رہنے والا نہیں ہوں۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۴۵۱ و ۴۵۲)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ روایت کرتے ہیں کہ:۔

''ایک روز ایک ہندوستانی جس کو اپنے علم پر بڑا ناز تھا اور اپنے تئیں جہاں گرد اور سرد و گرم زمانہ دیدہ و چشیدہ ظاہر کرتا تھا''یعنی زمانہ کے بڑے گرم و سرد دیکھے ہوئے ہیں،'' ہماری مسجد میں آیا اور حضرت سے آپؑ کے دعویٰ کی نسبت بڑی گستاخی سے کلام کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہا: آپ اپنے دعویٰ میں کاذب ہیں اور میں نے ایسے مکّار بہت سے دیکھے ہیں اور میں تو ایسے کئی بغل میں دبائے پھرتا ہوں''۔

غرض ایسے ہی بیباکانہ الفاظ کہے مگر آپؑ کی پیشانی پر بل تک نہ آیا، بڑے سکون سے سنا کئے اور پھر بڑی نرمی سے اپنی نوبت پر کلام شروع کیا۔ کسی کا کلام کیسا ہی بے ہودہ اور بے موقعہ ہو اور کسی کا کوئی مضمون، نظم میں یا نثر میں کیسا ہی بے ربط ہو، مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیشہ صبر اور توکل سے کام لیا۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ۔ صفحہ ۴۴)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک مولوی قادیان آیا اور حضورؑ سے بحث کرنے لگا۔ پھر حضورؑ نے اسے جواب دینا شروع کیا تو وہ خاموش ہوگیا۔ وفات حیات عیسیٰ علیہ السلام پر گفتگو تھی اور ابتدائی زمانہ کا یہ واقعہ ہے۔ آپ نے جب اس کو سمجھایا اور خاموش رہا تو آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ آپ سمجھ گئے ہیں۔ اس نے کہا جی میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ دجّال ہیں۔ چونکہ دجّال کی صفت میں یہ آیا ہے کہ وہ بحث میں دوسروں کا منہ بند کر دے گا۔ آپ نے پھر کچھ نہیں فرمایا اور وہ چلا گیا۔ امرتسر جا کر اس نے ایک اشتہار چھپوایا اور اس میں یہ واقعہ بیان کیا کہ میں نے یہ الفاظ کہے لیکن باوجود اس کے جب آپ اندر تشریف لے گئے تو میں نے ایک رقعہ بھیجا اور میں نے عرض کیا کہ مجھے کچھ روپے کی ضرورت ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے پندرہ روپے مجھے واپس خط میں ڈال کر بھیج دیئے۔ اس لئے میں یہ تو کہتا ہوں کہ آپ بہت سخی تھے۔

(اصحاب احمد۔ روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی صفحہ ۱۳۳)

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جلسہ میں جہاں تک مجھے یاد ہے ایک برہمو لیڈر (غالباً انباش موز مدار بابو تھے) حضرتؑ سے کچھ استفسار کر رہے تھے اور حضرت جواب دیتے تھے۔ اس اثناء میں ایک بدزبان آریہ آ گیا۔ اس نے حضورؑ کے بالمقابل نہایت دل آزار اور گندے حملے کئے۔ وہ نظارہ اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ آپ منہ پر ہاتھ رکھے ہوئے جیسا کہ اکثر آپ کا معمول تھا کہ پگڑی کے شملے کا ایک حصہ منہ پر رکھ لیا کرتے تھے۔ بعض اوقات صرف ہاتھ رکھ کر بیٹھ جایا کرتے تھے اور خاموش بیٹھے رہتے تھے۔ وہ شور پشت بکتا رہا۔ آپ اس طرح پر مست اور مگن بیٹھے تھے کہ گویا کچھ ہو نہیں رہا یا کوئی نہایت ہی شیریں مقال گفتگو کر رہا ہے۔ برہمو لیڈر نے اسے منع کرنا چاہا مگر اس نے پرواہ نہ کی۔ حضرت نے ان کو فرمایا کہ آپ اسے کچھ نہ کہیں، کہنے دیجئے۔ آخر وہ خود ہی بکواس کر کے تھک گیا اور اُٹھ کر چلا گیا۔ برہمو لیڈر بے حد متأثر ہوا اور اُس نے کہا کہ یہ آپ کا بہت بڑا اخلاقی معجزہ ہے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۴۴۳ و ۴۴۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''یہ مجھے گالیاں دیتے ہیں لیکن مَیں ان کی گالیوں کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ان پر افسوس کرتا ہوں، کیونکہ وہ اس مقابلہ سے عاجز آ گئے ہیں اور اپنی عاجزی اور فرومائیگی کو بجز اس کے نہیں چھپا سکتے کہ گالیاں دیں، کفر کے فتوے لگائیں، جھوٹے مقدمات بنائیں اور قسم قسم کے افتراء اور بہتان لگائیں۔ وہ اپنی ساری طاقتوں کو کام میں لا کر میرا مقابلہ کر لیں اور دیکھ لیں کہ آخری فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے۔ مَیں ان کی گالیوں کی اگر پرواہ کروں تو وہ اصل کام جو خدا تعالیٰ نے مجھے سپرد کیا ہے رہ جاتا ہے۔ اس لئے جہاں میں ان کی گالیوں کی پرواہ نہیں کرتا مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان کو مناسب ہے کہ ان کی گالیاں سن کر برداشت کریں اور ہرگز ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہ دیں۔ کیونکہ اس طرح پر برکت جاتی رہتی ہے''۔ (ملفوظات جلد دوم طبع جدید۔ صفحہ ۱۳۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

''ایسا نہ ہو کہ تمہارا اس وقت کا غصّہ کوئی خرابی پیدا کر دے جس سے سارا سلسلہ بدنام ہو یا کوئی مقدمہ بنے جس سے سب کو تشویش ہو۔ سب نبیوں کو گالیاں دی گئی ہیں۔ یہ انبیاء کا ورثہ ہے۔ ہم اس سے کیونکر محروم رہ سکتے تھے۔ ایسے بن جاؤ کہ گویا مسلوب الغضب ہو'' یعنی جس کو غصہ آتا ہی نہیں'' تم کو گویا غضب کے قویٰ ہی نہیں دیئے گئے''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۰۴۔ مطبوعہ ربوہ)

اب آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے کچھ الہامات آپ کے سامنے رکھتا ہوں:۔

ایک الہام ہے اِنَّ رَبِّی قَوِیٌّ قَدِیْرٌ اِنَّہٗ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۔ میرا ربّ زبردست قدرت والا ہے اور وہ قوی اور غالب ہے۔

(حقیقۃالوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۱۰۷)(تذکرہ۔ صفحہ ۲۲۰۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

ایک دوسرا الہام ہے:'' یہ پیشگوئی کی آخری حد ہے۔ انّ ربی قویٌّ عزیز۔ یہ پیشگوئی کی آخری حد ہے۔ انّ ربی قویٌّ عزیز '' وہ وعدہ ٹلے گا نہیں جب تک خون کی ندیاں چاروں طرف سے بہہ نہ جائیں۔'' (تحریر فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ بر اَوراق کتاب تَعطیرالاَنام)

(تذکرہ۔ صفحہ ۲۲۰۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★

ربوہ اور پاکستان کے کسی بھی شہر میں رقم کی فوری ادائیگی کے لئے ہم آپ کو بہترین نرخ اور اچھی خدمت کی ضمانت دیتے ہیں۔

NEXUS MONEY EXCHANGE

363- HIGH ROAD ILFOAD LONDON, IG1 1TF

Tel: 020 8478 2622 Fax:020 8553 5917

Contact: *AFTAB CHOUDHURY*

سیٹلائٹ

بینن کی سرزمین پر افریقہ کے تاریخ ساز ۱۸ ویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اور پیشگوئی کا شاندار ظہور

☆......کنگ آف دی کنگ۔ ☆......کنگ آف پراکو کی سربراہی میں ملک کے بڑے بادشاہوں کا ۳۰ رکنی وفد گھوڑوں پر سوار ہوکر جلسہ میں شامل ہونے کے لئے پہنچا تو فضا اللہ اکبر کے نعروں سے تھرّا اٹھی۔ ☆......وقفے وقفے سے ملک کے دیگر حصوں سے ۷۰ مزید روایتی بادشاہوں کی شرکت کے ساتھ ساتھ نائیجیریا کے سب سے بڑے بادشاہ سلطان آف آغا دیس کا ۱۲ رکنی وفد ۲۵۰۰ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے جلسہ میں شامل ہوا۔ ☆......۵۰ ہزار سے زائد احمدی احباب کی شرکت۔ ☆......نیشنل ٹی وی، ملک کے تمام ریڈیوز اور ۲۰/اخبارات کے صحافیوں کا ایک بڑا گروہ تقریباً چار دن تک جلسہ کی رپورٹنگ کے لئے جلسہ گاہ میں موجود رہا۔

(رپورٹ: ڈاکٹر عبد الوحید۔ افسر جلسہ سالانہ بینن)

تعلیم و تربیت کے میدان میں تمام مساعی میں سے جلسہ سالانہ کا انعقاد ایک ایسی حقیقت ہے جس پر کبھی دو رائے نہیں ہوسکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ جوں جوں بینن میں تبلیغ کا دائرہ پھیلنا شروع ہوا اس کے ساتھ ساتھ جلسہ سالانہ کے لئے بھی پلاننگ شروع کردی گئی لیکن ملکی حدود اربعہ، ٹرانسپورٹ اور دیگر سہولیات کا فقدان ہمیشہ آڑے آتا رہا۔ ٹرانسپورٹ کے لئے ملک میں چند ایک بسیں ہیں جبکہ بجلی صرف ابھی بڑے بڑے چند شہروں میں ہے یہی حال ٹیلی فون اور پانی کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جلسہ سالانہ ۱۷ سال تک جنوبی بینن میں یعنی دارالحکومت پورتونووو میں منعقد ہوتا رہا۔ پچھلے جلسہ سالانہ کی حاضری ۴۵۰۰/افراد تھی۔ جبکہ تمام بڑی بڑی نومبائع احمدی جماعتیں شمال میں واقع ہیں۔

اس صورتحال کو مدّ نظر رکھتے ہوئے امیر و مبلغ انچارج مکرم حافظ احسان سکندر صاحب کی سربراہی میں نیشنل عاملہ نے ۱۸ واں جلسہ سالانہ بینن کے شمال میں نو مبائع احمدی جماعتوں کے درمیان کرنے کا کٹھن فیصلہ کیا اور اس کے لئے کولنز ڈیپارٹمنٹ میں واقع ایک احمدی گاؤں توئی (Toui) کو چنا۔ یہ گاؤں پاراکو کو کوتونو سے ملانے والی بڑی شاہراہ پر نائیجیریا کے بارڈر سے ۲۳ کلومیٹر کے فاصلے پر جنگل میں واقع ہے۔

اس گاؤں سے متعلق چند باتیں عرض کردینی مناسب ہوں گی کہ یہ گاؤں عرصہ ۴ سال قبل احمدیت کی آغوش میں آیا اور یہ دس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ نیز اس گاؤں میں ۵ چھوٹی مساجد کے علاوہ ایک بڑی جامع مسجد جو کہ جماعت احمدیہ کی مخلصانہ کاوشوں سے تعمیر کی گئی ہے موجود ہے۔

اسی طرح دوسرے علاقوں کی طرح اس گاؤں میں ابھی تک بجلی پانی اور ٹیلی فون تک کی سہولیات کا فقدان ہے۔ لیکن خدا کے فضل کے ساتھ ایمان کی دولت سے یہ نومبائعین مالا مال ہیں جس کا ثبوت انہوں نے اس جلسہ سالانہ کے موقع پر دیا اور انتہائی جوش و خروش کے ساتھ جلسہ کے ہر شعبہ میں ایک دوسرے سے بڑھ کر خدمت کرنے کا حق ادا کیا اور جلسہ کو کامیاب و کامران بنایا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

جلسہ سالانہ کی تیاریاں

اس جلسہ کی تیاریاں یکم اپریل ۲۰۰۲ء کی نیشنل عاملہ کے اجلاس میں افسر جلسہ سالانہ کے تقرر کے ساتھ ہی شروع کردی گئیں یعنی جلسہ سے قریباً نو ماہ قبل۔ مکرم امیر صاحب بنین نے جلسہ کے اس کام کو بنیادی طور پر تین حصوں میں تقسیم کیا جن میں اُن کے ذاتی ملک گیر دورے، مرکزی مبلغین کے جلسے کے حوالے سے خصوصی دورہ جات اور افسر جلسہ سالانہ خاکسار ڈاکٹر عبدالوحید خادم کے ملک گیر دورے شامل ہیں۔

مکرم امیر صاحب بینن نے ملک کے طول و ارض میں ہر ڈیپارٹمنٹ کے ہر حلقے میں دورے کئے جن میں انہوں نے تمام جماعتوں کے صدران اور امراء کے ساتھ میٹنگز کیں اور جلسے کی اہمیت کو واضح کیا اور جلسہ کے فوائد اور مقاصد سے اُنکو روشناس کروایا۔ اسی طرح ہر جگہ کے ائمہ اور روائتی بادشاہوں اور دوسرے سرکردہ افراد کے ساتھ ذاتی طور پر رابطہ کیا اور جلسے کی اہمیت ان پر واضح کی۔ اس کام میں اللہ کے فضل سے بہت سے نئے اور مخلص احباب سے بھی رابطہ ہوا جو کہ بعد میں ہمارے لئے جماعتی کام کے لحاظ سے بہت مفید ثابت ہوئے۔ اسی طرح جلسہ کے حوالے سے مرکزی مبلغین کے کام کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک تو یہ کہ ملک کے کونے کونے میں موجود تمام احمدی جماعتوں میں جلسہ سالانہ کی اہمیت کو واضح کیا گیا۔ انتہائی نامساعد حالات اور دشوار گزار راستوں اور جنگلوں میں سے گزر کر ہر احمدی جماعت کے ہر رکن تک پہنچنے کی کامیاب کوششیں کی گئیں اور ہر طرف جلسہ سالانہ کی ایک فضا پیدا کی گئی۔ چونکہ نومبایعین کو اس سے قبل جلسہ سالانہ کی اہمیت اور فوائد کا قطعاً علم نہ تھا اور اُن کو یہ بھی صحیح طرح سے معلوم نہ تھا کہ جلسہ اُن کی تربیت کا ایک اہم جزو ہے نیز یہ بھی معلوم نہ تھا کہ جلسہ کیسے منایا جاتا ہے۔ لہٰذا تمام مرکزی مبلغین نے اپنے دورہ جات میں ٹیلی ویژن اور ویڈیو کے ذریعہ سے جماعت احمدیہ کے ساری دنیا میں منعقدہ جلسہ سالانہ کی جھلکیوں پر مشتمل پروگرامز تمام جماعتوں میں دکھائے اور واضح کیا کہ جلسے کے کیا آداب ہیں اور جلسہ کسے کہتے ہیں۔ اس کام نے ہمارے جلسہ کی تحریک کو بہت مدد دی اور آسانی کے ساتھ افراد کے ذہن میں یہ باتیں بیٹھ گئیں۔ نیز چونکہ ہر جگہ ہر جماعت میں میٹنگز اور جلسہ ہائے سیرت النبی کے ذریعے سے افراد جماعت کو جلسہ کے پروگرام سے آگاہ کیا گیا جس سے فائدہ یہ ہوا کہ ہر جگہ پر جلسہ سیرت النبیؐ کے انعقاد کرنے کا بھی موقعہ مل گیا نیز تمام مسلمانوں کے ذہن میں یہ بات واضح ہوگئی کہ احمدی آنحضور ﷺ سے بہت محبت کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بینن میں اسلام پھیلے۔ پھر ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ تمام احباب جماعت جو کہ اکثر نو مبائع تھے انہیں جماعتی مجالس اور میٹنگز وغیرہ میں بیٹھنے کا ڈھنگ اور سلیقہ بھی آگیا۔ چنانچہ نومبایعین کی بہتر تربیت کے لئے اکثر جماعتوں میں انہیں بعض ذمہ داریاں بھی سونپی گئیں اور اللہ کے فضل سے ان نومبائعین نے بہت عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

مالی قربانی کی شاندار مثالیں

مرکزی مبلغین کے کام کا دوسرا اور اہم حصہ مالی قربانی میں نومبائعین کو شامل کرنا اور مالی قربانی کی اہمیت واضح کرنا اور جلسہ سالانہ کے سلسلہ میں مالی وعدہ جات کا حصول شامل تھا۔

چنانچہ ملک کے ہر گوشے سے مالی وعدہ جات کے لئے تمام جماعتوں میں دورے کئے گئے۔ تمام افراد کو مالی قربانی کی اہمیت اور فوائد سے آگاہ کیا گیا جس کے لئے قرآن مجید اور احادیث نیز آنحضور ﷺ اور صحابہؓ کے اسوہ سے مثالیں پیش کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مالی قربانی کے حوالے سے جماعت احمدیہ بینن میں جو نمونے سامنے آئے ہیں وہ اس جماعت کی تاریخ کی نہایت روشن مثالیں ہیں۔

جب مالی قربانی کی تحریک شروع کی گئی تو شروع شروع میں امید تھی کہ پرانی جماعتیں نئی جماعتوں کی نسبت زیادہ قربانی کریں گی لیکن صورتحال بالکل الٹ گئی جب نئی جماعتوں کے افراد جو کہ پہلے یا تو مشرک تھے یا ارواح پرست یا عیسائی انہوں نے اپنی توفیق سے بڑھ کر چندہ جات پیش کئے اور دل کھول کر اس مالی قربانی میں حصہ لیا۔ یہانتک کہ ایک وقت تو ایسا آگیا کہ تمام پرانی جماعتوں کو نئی نومبائع جماعتوں کی مالی قربانی کی مثالیں دیتے ہوئے بتایا گیا کہ پرانے احمدیوں کو ثابت کرنا چاہئے کہ وہ پرانے ہیں اور انہیں سبقت حاصل ہے۔ اس چیز نے بھی بہت ساری جماعتوں میں غیر معمولی تحریک پیدا کی۔

مالی قربانی کے سلسلہ میں بعض جماعتوں نے پچاس پچاس بوریاں مکئی کی پیش کردیں۔ بعض جگہوں پر سارے گاؤں نے اپنی مرغیاں پیش کردیں۔ بعض جگہ پر جب مالی قربانی کو جلسہ کے حوالے سے پیش کیا گیا تو عورتوں اور مردوں نے اپنی اس دن کی کمائی کو جو اُن کے پاس تھی اسے پیش کردیا۔ بعض جگہ پر افراد جماعت نے وعدہ کیا کہ وہ آج جتنی مچھلیوں کا شکار کریں گے اُن کے پیسے جلسہ سالانہ کے چندہ میں پیش کردیں گے۔ بعض جگہوں پر والدین نے جو پیسے اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے سنبھال کر رکھے تھے وہ پیش کردیئے۔ اسی طرح بعض جگہوں پر کسانوں میں سے کسی نے اپنے کھیت کی ایک چوتھائی فصل، کسی نے آدھی اور کسی نے پوری کی پوری مکئی کی فصل حضرت امام مہدیؑ کے جلسہ میں اکٹھا ہونے والوں کے کھانے وغیرہ ضروریات کے لئے پیش کردی۔ ایک وقت تو ایسا بھی آیا کہ جس سٹور میں اجناس اکٹھی کی جارہی تھیں وہ بالکل پُر ہوگیا اور نیا سٹور ڈھونڈنا پڑا۔ اسی طرح بعض گاؤں میں اجناس اکٹھی کرنے کے لئے ہمارے ٹرکوں کو تین تین مرتبہ جانا پڑا اور بھر بھر کر اجناس لائی گئیں۔ نہ صرف اجناس بلکہ نقد رقم کی صورت میں بھی افراد جماعت نے کوئی کمی نہ چھوڑی جس کے پاس جو تھا اس نے اپنی استطاعت کے مطابق دیا۔ بینن جیسے غریب ملک میں پیسوں کی قربانی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ ایک بچے نے ۳۵ ہزار فرانک سیفا جلسہ کے چندہ میں دیا اور ایک جماعت کوتونو کے صدر صاحب نے پانچ لاکھ فرانک سیفا جلسہ سالانہ کے لئے پیش کیا۔ اسی طرح اپنی اپنی استطاعت کے مطابق عورتوں بچوں اور مردوں نے بڑھ چڑھ کر قربانی پیش کی اور تقریباً ہر جگہ پر احباب نے جو وعدہ کیا تھا نہ صرف اُسے پورا کیا بلکہ اپنے وعدوں کو دوگنا اور بعض جماعتوں میں تین گنا تک بڑھا کر پیش کیا۔

مخالف مولویوں کی شرارت اور ان کی نامرادی

اس تحریک کے دوران ایک اہم موڑ اس وقت آیا جب اس ڈیپارٹمنٹ میں جہاں پر جلسہ سالانہ منعقد کرنے کا سوچا جارہا تھا پاکستانی مولویوں کا پچاس رکنی وفد خدا کی جماعت کے اس کام میں رکاوٹ ڈالنے اور جماعتی عقائد سے عوام کو متنفر کرنے کے لئے وہاں پہنچ گیا اور آٹھ آٹھ مولویوں کی صورت میں اس صوبے کی ہر جماعت میں جاکر جماعت کے خلاف تقاریر اور حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق غلط خیالات کا اشتہار اور جماعت کے متعلق غلط اور بے بنیاد الزامات کا سلسلہ شروع کیا۔ اور بتانا شروع کیا کہ جماعت (نعوذ باللہ) اسلام کے خلاف ہے اور بنیادی طور پر

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALS NEEDS

☆......☆......☆

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

دہشت گرد جماعت ہے اور دل میں کچھ عقائد ہیں اور زبان پر کچھ تبلیغ کرتے ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل اور خاص تائید سے اُن کی تمام تر چالیں ان پر ہی الٹی ہوگئیں۔ ہر جگہ پر جب انہوں نے گند پھیلایا اور پھر بعد میں جماعت احمدیہ کے مرکزی مبلغین نے جا کر حقیقت حال بتائی اور ان مولویوں کے چہرہ کو بے نقاب کیا تو عوام نے یک زبان ہوکر ان کی بات ماننے سے انکار کردیا اور کہا کہ یہ مولوی جو پاکستانی ہیں اسلام کے اصل دشمن ہیں۔ اور جماعت احمدیہ ہی ہے جو کہ جنگلوں اور خطرناک علاقوں میں بھی آ کر ہماری تعلیم و تربیت کا خیال رکھتی ہے۔ اور صحیح اسلام سکھاتی ہے اور اب جبکہ جماعت احمدیہ نے نیشنل لیول کا پروگرام تیار کیا ہے کہ ہماری تربیت ہو تو یہ مولوی ہمیں گمراہ کرنے کے لئے آ گئے ہیں۔

اس صورتحال نے تمام احمدیوں کو ایک مرتبہ پھر گرما دیا اور انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ جوش و خروش کے ساتھ کام کرنا شروع کردیا بلکہ اپنے قریب کے علاقوں میں جا کر خود تبلیغ کی کہ آجکل جماعت احمدیہ کے خلاف بعض شر پسند نام نہاد مولوی ہمیں گمراہ کرنے آئے ہوئے ہیں اُن سے ہوشیار رہنا۔ اسی طرح اس تحریک کو جو کہ مولویوں نے پھیلائی تھی ناکام کرنے کے لئے کنگ آف توئی نے غیر معمولی تعاون کیا اور خود لوگوں کے پاس جا کر اُنہیں اکٹھا کر کے بتایا کہ اصل اسلام جماعت احمدیہ کے پاس ہی ہے۔ اس لئے ڈرنے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ لوگوں نے بھرپور تعاون کیا اور دل کھول کر مالی قربانیاں کیں۔ خود کنگ آف توئی نے ۳۵ ہزار فرانک سیفا کی رقم دی اور اپنی کابینہ سے ڈیڑھ لاکھ فرانک کی رقم جلسہ کی قربانی میں شامل کروائی۔ تمام مرکزی مبلغین کی ٹیم جو کہ صرف چار افراد پر مشتمل تھی دن رات ایک کر کے اس جلسہ سالانہ کے کام میں مصروف رہی اور اللہ کی ہزاروں برکتوں اور فضلوں کو اترتے دیکھا۔

جلسہ سالانہ کی تیاریوں کے سلسلہ میں خاکسار نے اپنے کام کو ۲۶ شعبہ جات میں تقسیم کیا اور ملک گیر دورے کئے اور شعبہ جات کے لئے ہر جماعت سے کام کرنے والے مخلص افراد کو چنا اُن کے وقتاً فوقتاً ریفریشر کورس کروائے اور ہر ایک کو اس کا کام سمجھایا۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ ۲۶ شعبہ جات میں سے ۱۵ شعبوں کے نگران اور ناظمین نومبائع احمدی تھے جبکہ ۱۱ شعبہ جات کے ناظمین پرانے احمدی تھے۔ لیکن بفضل خدا نومبائعین نے غیر معمولی اخلاص کے ساتھ خدمت کی اور کام کا حق ادا کیا۔ اسی طرح پرانے خدام اور نو مبائع خدام کی آپس میں میٹنگز کروائیں جس سے نومبائع خدام کی ایک بھاری جماعتی رضا کاروں کی ٹیم تیار ہوئی۔ جلسہ کے کام کے سلسلے میں مختلف صوبوں کے سرکردہ افراد سے رابطہ کیا نیز اپنے تجربے سے نئے افراد کو ٹریننگ دی۔ اسی طرح ڈاکٹر ہونے کے حوالے سے جلسے کے سلسلے میں ۲ جگہوں پر میڈیکل کیمپس کا انعقاد کروایا اور زیادہ سے زیادہ احباب کو جماعت سے روشناس کروایا گیا۔ اسی طرح وقتاً فوقتاً سنٹرل مشنریز مکرم اصغر علی بھٹی صاحب، مکرم مجیب احمد منیر صاحب، مکرم مرزا انوار الحق صاحب سے بھی میٹنگز کیں اور جلسے کے پروگرامز کے متعلق اور ان کی کامیابی کے متعلق مزید غور و فکر کیا۔

دورہ امیر صاحب و مربیان کرام

چونکہ اس جلسہ پر حاضری کا ٹارگٹ ۵۰ ہزار تھا اور خاص بات یہ تھی کہ ان میں سے ایک غالب تعداد نومبائعین کی جماعتوں سے آرہی تھی اس لئے یہ بہت ضروری تھا کہ تمام ڈیپارٹمنٹس میں اس کا مکمل طور پر پروگرام بنایا جائے اور لوگوں کو جلسہ کی اہمیت اور اس میں شامل ہونے کے لئے تیار کیا جائے۔ اس ضمن میں مکرم امیر صاحب نے بنفسِ نفیس ہر ڈیپارٹمنٹ میں جا کر اس ڈیپارٹمنٹ کی تمام جماعتوں کے جلسہ سالانہ کے لئے بنائے گئے ذمہ دار افراد کے ساتھ میٹنگ کی۔ امیر صاحب کا یہ دورہ انتہائی مصروفیت کے باوجود بینن کے شرق و غرب کے ہر ڈیپارٹمنٹ میں ہوا۔ ان میٹنگز کو تمام مربیان نے بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ ان میٹنگز میں جو دو ہفتہ تک جاری رہیں تقریباً ۲۰۰ کے لگ بھگ مختلف جماعتوں کے نمائندگان نے شمولیت اختیار کی۔

نیشنل ٹی وی اور لوکل ریڈیو پر اعلان

نیشنل ٹی وی O.R.T.B. نے جلسہ کے انعقاد سے قبل ہی ٹی وی پر ہمارے جلسہ کا اعلان مع مونوگرام کے نشر کرنا شروع کردیا جس سے جلسہ کے انعقاد کی خبر تقریباً ہر طرف پھیل گئی۔ اسی طرح یہ کام دو ڈیپارٹمنٹ میں بذریعہ لوکل ریڈیو کے بھی کیا گیا۔ تاکہ وہ بڑی تعداد جو گاؤں سے ہٹ کر رہتی ہے جن تک ریڈیو کے ذریعہ پیغام بہتر طور پر پہنچ جاتا ہے کو بھی اطلاع مل جائے۔

تیاری جلسہ گاہ و دیگر دفاتر

جلسہ سالانہ کے انعقاد کے لئے جس گاؤں اور جس جگہ کا انتخاب کیا گیا وہاں جلسہ گاہ کی تیاری اور مزید انتظامات کے لئے ایک بہت بڑے وقار عمل کی ضرورت تھی اور یہ خدا کا فضل ہے کہ توئی گاؤں کے خدام اور بالخصوص اطفال نے بڑی جانفشانی سے قریباً تین ہفتے مسلسل وقار عمل کر کے جلسہ کی جگہ کو صاف کیا۔ اضافی درختوں کو کاٹا، جگہ کو ہموار کیا اور مختلف دفاتر کے لئے جگہ کو تیار کیا۔ اس کام کے لئے توئی گاؤں کے خدام نے بھی وقار عمل میں حصہ لیا۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

F0ZMAN FOODS

A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-553-3611

بقیہ: تدریس نماز از صفحہ نمبر ۱۲

اونچا ہے تو کیا کہیں گے؟

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ سجدے میں جا کے اَعْلٰی ہوتا ہے۔ اب نماز کی یہ ترتیب دیکھیں کتنی پیاری ہے۔ رکوع میں آپ جھک کے چاروں طرف پھیل جاتے ہیں اور اس وقت "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم" کہتے ہیں۔ اور جب سب سے نیچے گر جاتے ہیں، سر نیچے لگا دیا تو "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کہتے ہیں۔ تو عَظِیْم اور اَعْلٰی کیسے موقع پر اللہ نے استعمال فرمایا ہے۔ رکوع میں عَظِیْم کہا، کہ عظمتیں حاصل کرو۔ اور سجدے میں اَعْلٰی کہا، بلندی حاصل کرو۔

پہلے ہر بار پوزیشن بدلنے کے لئے، اَللّٰہُ اَکْبَر کہا کرتے تھے۔ ہر رکعت میں آپ اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہیں۔ اب جب کھڑے ہوتے ہیں رکوع سے تو امام کہتا ہے: 'سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ'، اور مقتدی کہتے ہیں رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ۔

اب رکوع میں 'سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم' پڑھا، پھر کھڑے ہو کر امام 'سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ' کہتا ہے۔ اس کا مطلب ہے اللہ نے سن لی اُس کی جس نے اُس کی حمد کی۔ اب رکوع میں تو سُبْحَانَ کہا ہے، رکوع میں حمد کوئی نہیں کی۔ اصل میں عَظِیْم اُس کی حمد ہے۔ اور سُبْحَان یہ بتاتا ہے کہ جو عیبوں سے پاک ہے حَمْد بھی رکھتا ہے۔ تو کسی کی حَمْد کرنی ہو تو دو لفظوں میں اس کی ساری حَمْد ہو سکتی ہے۔ یا عَظِیْم کہیں گے یا اَعْلٰی کہیں گے۔ رکوع میں آپ نے عَظِیْم والی حمد بیان کی ہے۔

اب حمد اور سورۃ فاتحہ کا سارا مضمون دماغ میں رہا اور 'سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم' کہا تو اس وقت امام آپ کو خوشخبری دیتا ہے، 'سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ' اللہ نے سن لی اس کی بات جس نے اس کی حمد کی۔ اس پر آپ پھر اور حمد کرتے ہیں۔ کھڑے ہو کر کہتے ہیں، رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ۔ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ۔ کبھی یہ سوچا کہ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ میں رَبَّنَا کے بعد 'وَ' کیوں آتی ہے؟۔

جب یہ آواز سنتے ہیں کہ سن لی اللہ نے، تو دل سے بے اختیار نکلتا ہے رَبَّنَا، کیسا پیارا رب ہے جس نے ہماری سن لی۔ اس کا جواب ہے: رَبَّنَا۔ اے ہمارے ربّ۔ کیسی پیاری بات ہے، اِدھر ہم نے حمد کی اُدھر تُو نے سن لی۔

'رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد' اب ہم گواہی دیتے ہیں کہ تیرے لئے اور بھی حمد ہے۔ پھر رَبَّنَا میں ایسی حمد بیان ہوئی ہے جس میں شکریہ بھی پایا جاتا ہے۔ اور دل سے بے اختیار آواز نکلتی ہے۔

'سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ'۔ کہ ابھی ہم نماز میں 'سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم' کہہ رہے تھے۔ تو کان میں آواز پڑی، 'سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ' اس نے سن لی اس کی جس نے اس کی تعریف کی۔ فوری جزا ملی تو اس وقت بے اختیار دل کہتا تھا رَبَّنَا۔ اگر صرف رَبَّنَا کہے تو ساری باتیں اسی میں بیان ہو گئیں۔ لیکن رَبَّنَا کہہ کر بتایا کہ ہمارا رب دیکھو کتنا عظیم ہے۔ پھر رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہا کہ واقعی تیرے لئے ہی حمد ہے اور کسی کے لئے نہیں۔ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ۔ (اردو کلاس نمبر ۳۱۶۔ منعقدہ ۳۱/اکتوبر ۱۹۹۷ء)

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

بقیہ: زندہ خدا کے زندہ نشانات از صفحہ ۴

کہ حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحبؓ بھی پگڑی باندھتے تھے۔ آپ کے بیٹے حضرت میرزا منصور احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کبھی پگڑی نہیں باندھی۔ نہ ہی حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب نے کبھی پگڑی باندھی۔ ہاں پگڑی باندھی تو اس وقت جب خلعتِ خلافت زیب تن کیا اور خلیفۃ المسیح کی پگڑی زیب تن کی۔ اس الہام میں یقیناً کسی خاص پگڑی کا ذکر ہے وہی پگڑی جو کلاہِ خلافت کہلاتی ہے جسے حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۲/اپریل ۲۰۰۳ء کو بعد از نماز عشاء پہنا۔ سبحان اللہ۔ الحمدللہ

تقدیر مبرم

۲۱/اپریل ۱۹۰۳ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کشف ہوا جس میں آپ فرماتے ہیں:

"آج صبح جب میں نماز کے بعد ذرا لیٹ گیا۔ تو الہام ہوا۔ مگر افسوس ہے کہ ایک حصہ اس کا یاد نہیں رہا۔ ایک پہلے عربی کا فقرہ تھا اور اس کے بعد اس کا ترجمہ اردو میں تھا۔ وہ اردو فقرہ یاد ہے۔

"یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے، تبدیل ہونے والی نہیں"۔

اور عربی فقرہ کچھ اس سے مشابہ تھا۔

تَعَھُّدَ وَ تَمَکَّنَ فِی السَّمَآءِ

مگر وہ اصل فقرہ بھول گیا۔ اور اس نسیان میں بھی کچھ منشاء الٰہی ہوتا ہے۔ گویا اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ اب تقدیر مبرم ہے اس میں اب تبدیلی نہیں ہوگی۔

(الحکم قادیان ۲۴/اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲)

اس "تقدیر مبرم" میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کی طرف اور سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خلافت کی طرف ایماء شامل ہے۔

"اب جنازہ جا کر پڑھیں گے"

۲۳/فروری ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک رؤیا ہوا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"رؤیا میں گویا مَیں کہتا ہوں۔ یا کسی نے کہا ہے کہ اب جنازہ جا کر پڑھیں گے گویا کسی کا جنازہ ہے جو پڑھا جاوے گا"۔

(تذکرہ طبع اول قادیان صفحہ ۶۷۷)

حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ربوہ سے لندن تشریف لے گئے جہاں منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا جنازہ پڑھایا۔

اردو کلاس میں
تدریس نماز

(پانچویں قسط)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اردو کلاس میں آسان زبان میں نماز کے معانی اور مطالب سمجھاتے ہوئے فرمایا:۔

﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ﴾۔

اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ راستہ ان لوگوں کا جن پر تُو نے انعام کیا۔ کونسا انعام؟ انعام پانے والوں کا قرآن کریم نے الگ بیان کیا ہے۔ کن لوگوں پر انعام ہوا۔ نبی، صدیق، شہید اور صالح۔ ایک لفظ ﴿اَنْعَمْتَ﴾ میں کتنی ساری زمانے کی کہانی بیان ہوئی ہے۔ جب سے نبی آنے شروع ہوئے ہیں نبیوں کے ساتھ یہ لوگ پیدا ہوتے آئے۔ صدیق، شہید اور صالح۔

نماز میں ہر روز تم لوگ ﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾ کہہ کر ﴿صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ﴾ ساتھ ساتھ انعامات مانگ لیتے ہو کہ اللہ ہمیں وہ راستہ دکھا جو نبیوں کا راستہ تھا جس پر چل کر صدیق پیدا ہوئے، جس راستہ پر چل کر شہید پیدا ہوئے، جس راستہ پر چل کر صالح پیدا ہوئے۔

صَالِح اس کو کہتے ہیں جس کا سارا عمل اللہ تعالیٰ کی نظر میں صاف ستھرا ہو۔ عمل صالح وہ عمل جو اچھا ہو، برا عمل نہ ہو۔ جو سب سے کم درجہ ہے وہ بھی اتنا اونچا ہے کہ بہت بڑا لگتا ہے۔ اس لئے نماز میں جو مانگنا ہے طے کرلیا کرو جو مانگ رہے ہو۔

آپ کہتے ہیں ان لوگوں کا راستہ دکھا جن پر تُو نے انعام کیا۔ جن پر انعام ملتے ہیں۔ وہ نہیں جن پر غضب ہوتا ہے۔

انعام کس کو کہتے ہیں؟ نبی: نبیوں کو ماریں پڑتی ہیں۔ کتنی مصیبتیں پڑتی ہیں۔ یہ انعام مانگنا ہے۔

اگلا انعام: یہ جو چار رستے مانگتے ہو۔ تم لوگ سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ اپنے لئے اتنی مصیبت کیوں لے لیتے ہیں۔ اور ہے انعام۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ کی خاطر جو اتنے دکھ تکلیفیں اٹھاتے ہیں وہ اللہ کو سب سے پیارے ہوتے ہیں۔ اس لئے نبی بننا کوئی آسان کام نہیں۔ سب سے مشکل کام نبوت ہے اور اللہ فیصلہ کرتا ہے کون اس قابل ہے، کون نہیں۔ وہ تو عام لوگوں کو سمجھ بھی نہیں آسکتا کہ یہ کیا انعام ہے۔ جو نبی اٹھا اُس کو ماردیا، جو نبی اٹھا اُس کو گالیاں دی گئیں۔ رشتہ داروں نے بھی چھوڑ دیا، قوم نے چھوڑ دیا، یہ نبوت ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ یہی کچھ ہوا۔ تو پہلا انعام یہ ہے کہ ان لوگوں کا راستہ دکھا جن پر تو نے انعام کیا۔ اور یہ مانگتے ہو۔ ڈر جایا کرو تھوڑا سا۔ چونکہ بات بہت بڑی مانگی ہے اور ہمت ہے کوئی نہیں۔ اس لئے ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن﴾ اس سے پہلے ہے۔ (یعنی) تیری عبادت کرتے ہیں اور مدد بھی تجھ سے ہی مانگتے ہیں۔ اگر تُو مدد نہ کرے تو سورۃ فاتحہ کی دعائیں ہمیں لگ ہی نہیں سکتیں۔

تو نبیوں کو تو چھوڑو، لیکن صدیق کیا ہوتے ہیں۔ صدیق سچائی کا آخری مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان کی ہر بات سچی اور سچائی میں اوپر کے مقام تک پہنچی ہوتی ہے۔ اور ان کا ہر عمل سچا اور بات اور عمل میں کوئی فرق نہیں۔ ایسے سچے کہ ساری سوسائٹی گواہی دے کہ یہ سچا ہے، وہ صدیق ہوتا ہے۔ ہر نبی سے پہلے صدیق ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ بھی صدیق تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی صدیق تھے۔ تبھی سارے کہتے ہیں کہ یہ سب سے سچا آدمی ہے۔ تو صدیق کی سچائی روشنی بن کر پھیل جاتی ہے۔ صدیق ایک لیمپ کی طرح جلتا ہے ارد گرد اندھیرے کو روشن کر دیتا ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں یہ صدیق ہے، یہ صدیق ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ بعد میں نبی بناتا ہے۔ لوگ اس لیمپ کو پھونکوں سے بجھانے لگ جاتے ہیں کہ ہم اس کو بالکل نہیں مانتے، اس کو بجھا دو۔ اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے یہ چراغ نہیں بجھے گا، کبھی نہیں بجھنے دوں گا۔ یہ ہے صدیقیت۔

اس سے نیچے شَہِیْد: شہید کیا ہوتا ہے؟ کیونکہ یہ بھی تو مانگا ہے کہ شہید بنا دے۔ شہید کا مطلب ہے اللہ کی راہ میں قتل ہو جانا۔ جب قتل ہونے کا وقت آئے تو پتہ نہیں کتنے لوگ بھاگ جائیں، مگر مانگتے یہی ہیں اللہ میاں سے۔ تو جو مانگتے ہوں اور وقت پر پیچھے ہٹ جائیں وہ صدیق تو ہو ہی نہیں سکتے نا۔ اور شہید بھی نہیں ہو سکتے۔

اس سے نیچے اتر آؤ "صَالِح": صالح بن سکتے ہو سارے۔ صالح کا مطلب ہے کبھی جھوٹ نہ بولا ہو، کبھی دھوکہ نہ دیا ہو، کسی سے پیسے نہ کھائے ہوں، نمازیں باقاعدگی سے پڑھی جائیں۔ اس کا عمل نیک، پاک، صاف ستھرا ہو۔ وہ بننے کے لئے بھی بڑی محنت چاہئے۔ اس لئے نماز ضروری ہے۔ پانچ وقت ہر نماز کی ہر رکعت میں یہ دعا ضروری ہے۔ اگر یہ نہ کرو تو صالح بھی نہیں بن سکتے اور لوگوں کو صالح بننے کی بھی توفیق نہیں ملتی۔

ایک انعام اللہ میاں کا یہ بھی ہے کہ کھانا دیتا ہے سب کو ﴿رَبِّ الْعَالَمِیْن﴾ ہے۔ یعنی سارے جہان کے لئے کھانے پینے کا انتظام کرتا ہے۔ سارے جہان کے لوگوں کو، جانوروں، پرندوں، کیڑوں مکوڑوں کو اللہ میاں کچھ کھانے کو دیتا ہے تو زندہ ہیں۔

(اردو کلاس نمبر ۳۰۸۔ منعقدہ ۸/اکتوبر ۱۹۹۷ء)

﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ﴾

مَغْضُوْب کا کیا مطلب ہے؟ جس پر غضب ہوا سے مَغْضُوْب کہتے ہیں۔ لیکن کس کا غضب؟ اس کا ذکر نہیں۔ اس کے علاوہ سب جگہ پر فاعل کا ذکر ہے۔ ﴿صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ﴾۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے انعام کیا۔ لیکن ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ﴾ میں یہ ذکر ہی نہیں کہ کس نے غضب کیا۔ اس لئے ہمیشہ آپ کے ترجمہ میں یہ غلطی ہوتی ہے یہاں تک کہ قرآن کریم کے ہمارے ترجمہ میں بھی یہ غلطی موجود ہے۔ یہ ذکر ہی اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ کس کا غضب ہوا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ ایک ایسی قوم کا رستہ نہ دکھا جس پر غضب نازل ہوا، غضب نازل کیا گیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ سورۃ فاتحہ میں یہ نہیں فرمایا کہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ غَضِبْتَ عَلَیْھِمْ یعنی ان کا راستہ نہ دکھا جن پر تُو نے غضب نازل کیا۔ جبکہ اَنْعَمْتَ فرمایا کہ تو نے انعام کیا۔

اور پھر ﴿اَلضَّآلِّیْن﴾: وہ لوگ جو خود ہی گمراہ ہوگئے۔ اس میں فاعل موجود ہے لیکن مَغْضُوْب میں کوئی فاعل نہیں ہے۔

﴿مَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ﴾ سے مراد: ان لوگوں کا راستہ جن پر غضب نازل کیا گیا، جن پر غضب کیا گیا، جن کو سزا دی گئی۔ لیکن کس نے سزا دی، کس نے غضب کیا، اس کا کوئی ذکر نہیں۔

قرآن شریف سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا بار بار ان پر اپنا غضب نازل کرے گی۔ اور بار بار ان کو انسانوں کے ہاتھوں سزائیں دی جائیں گی۔ یہ قرآن کریم نے خوب کھول دیا ہے۔ تو جب انسانوں کے ہاتھوں سزائیں دینا ان کا مقدر ہے تو اللہ تعالیٰ غَضِبْتَ نہیں کہہ سکتا تھا۔ چونکہ دونوں سزائیں قرآن کریم میں مذکور ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی سزا ملے گی۔

(۲) انسانوں کے ہاتھوں سے بھی سزا ملے گی۔

جس طرح جرمنی میں ہوا۔ کیسے ہوا تھا؟ نا‌ٹسی قوم یہودیوں پر عذاب بن کر اتری اور آج کل انگلستان میں ٹیلی ویژن پر یہ پروپیگنڈا خوب دکھایا جا رہا ہے کہ نا‌ٹسی جرمنی نے یہودیوں پر بہت ظلم کئے۔ لیکن انگلستان کے ٹیلی ویژن دوسری بات نہیں بتاتے آپ کو۔ یہی انگلستان ہے جہاں نا‌ٹسی ظلموں سے پہلے انگریزوں نے ان (یہودیوں) پر ظلم کئے اور یہودیوں کو انتہائی ذلیل کیا جاتا تھا۔ گلی گلی ان پر ظلم ہوتے تھے، ان کو مارا جاتا تھا، ان کی جائیدادیں لوٹی جاتی تھیں اور یہ نیکی سمجھی جاتی تھی۔ اس سے پہلے ان پر سپین میں بھی ظلم ہوا۔ خود عیسائی دنیا کے ہاتھوں مظالم ہوئے۔ اور آج کل جرمنی کو بدنام کرنے کے لئے وہاں ٹھہر جاتے ہیں۔ یہ نہیں بتاتے کہ یہود کی قسمت یہی ہے۔ جب سے انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کی مخالفت کی ہے اس کے بعد سے آج تک مختلف دور آتے رہے۔ اور ہر دور میں یہودیوں پر ظلم ہوئے۔ اور انسانوں کے ہاتھوں جو غضب ہوا اس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ انسانوں کے ہاتھوں تم پر ظلم کئے جائیں گے یعنی غضب نازل کیا جائے گا۔

اور یہ پیشگوئی اتنی شان سے پوری ہوئی کہ ساری تاریخ گواہ ہے کہ قرآن کا وعدہ سو فیصد سچا نکلا۔ اگر بندے کی بنائی کتاب ہوتی تو یہ باریک فرق نہ پڑتے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں ﴿اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ﴾ کے بعد ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ﴾ کہہ کر اتنے اعلیٰ طریقہ سے مضمون بیان کر دیا تھا مگر ترجمہ کرنے والوں نے اس کو پھر بگاڑ دیا۔

تو دعا یہ بنی کہ جو مغضوب بنائے گئے، جن پر غضب کئے گئے، ایسے لوگوں کا رستہ نہ دکھا۔ اب اس کا یہاں کیا موقع ہے؟ ﴿صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ﴾ تو کہہ دیا تھا ہم نے۔

﴿صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ﴾ کا مطلب ہے ہمیں ایسے لوگوں کا رستہ دکھا جن پر تو نے انعام نازل فرمایا۔ تو اس میں استثناء کیوں کیا گیا ہے۔ اللہ کو تو پتہ ہے نا! کہ کن پر انعام کیا۔ تو اسے سمجھا کیا رہے ہو تم لوگ؟ کہ ان لوگوں کا راستہ نہ دکھا جن پر غضب نازل ہوا۔ اس کا کیا مطلب ہے۔

کیونکہ یہود خود بھی اَنْعَمْتَ کے اندر آتے ہیں کیونکہ اسلام سے پہلے یہودیوں پر انعام ہوا تھا۔ اور قرآن کریم اس ذکر سے بھرا پڑا ہے۔ تو جب ہم انعام والوں کا راستہ مانگتے ہیں، اس میں یہود بھی آتے ہیں تو بات مبہم ہو جائے گی۔ انعام والا رستہ ان سب میں قدر مشترک ہے۔ سب نبیوں کی قوموں کا راستہ ان کا راستہ ہے جن پر انعام ہوا۔ تو یہ کہہ تو دیا کہ اے خدا ہمیں انعام والا رستہ دکھا لیکن جن پر انعام ہوا پھر جب وہ بگڑے تو ان کا رستہ نہ دکھا۔

بچوں کو سمجھانے کے لئے مثال دیتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

تم کسی پر انعام کرو، اسے اچھا کھانا کھانے کے لئے دو، تم نے کیا کیا؟ انعام کیا۔ وہ اچھا کھانا طریقے سے کھاتے رہیں۔ کچھ بچے ہوتے ہیں جو کھانے میں گند ڈال دیتے ہیں۔ جو بچے ایسے ہوتے ہیں جو کھانے میں گند ڈال دیں ان کو کان سے پکڑ کر باہر نکال دیتے ہیں۔ تو شروع میں دونوں پر انعام ہوا تھا۔ یہ ہمارا جلیس ہے نا، (حضور رحمہ اللہ کا کم عمر نواسہ مراد ہے عزیزم جلیسؔ جو مکرم کریم احمد خان صاحب اور صاحبزادی مونا سلمہا اللہ کا بیٹا ہے۔ مرتب) اس کو پلیٹ میں اچھا کھانا لگا دو، پانی دو، کچھ دیر کے بعد دیکھو تو پانی میں کھانا ڈال دیتا ہے، تو ہم اسے کان سے پکڑ کر باہر نکال دیتے ہیں۔ اسی طرح جن لوگوں پر خدا نے انعام فرمایا جب انہوں نے اپنا گند بیچ میں ملا دیا تو ان کو خدا الگ کر دیتا ہے۔ اللہ میاں کہتا ہے ان کا رستہ نہ مانگنا۔ انعام شروع میں برابر سب پر لیکن کوئی شرارت شروع کردے اور انعام سے فائدہ نہ اٹھا سکے اور اپنے انعام کو گندہ کر دے، اس کو پھر کان پکڑ کر ایک طرف کر دیا۔ تو ﴿مَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ﴾ وہ لوگ ہیں جن کے

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Fax: 020 8871 9398

Mobile: 0780-3298065

متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ’ہم نے جہانوں پر ان کو فضیلت بخشی‘۔ ایسے انعام کئے کہ ساری دنیا پر ان کو فضیلت بخشی۔ وہ فضیلت جو قرآن کریم میں آتی ہے ابھی تک یہود میں موجود ہے۔ ان کو بڑے بڑے دماغ دئے، چوٹی کے سائنس دان، چوٹی کے مفکر، بہترین دنیاوی علوم میں اور اموال پر قبضہ کرنے میں یہ بہترین دماغ رکھتے ہیں۔ امریکہ کتنا بڑا ملک ہے اس پر جا کے قبضہ جما لیا۔ عملاً امریکہ پر اسرائیل حکومت کر رہا ہے۔ کہنے کو امریکہ حکومت کر رہا ہے لیکن وہاں کے سیاست دانوں کی مجال نہیں کہ کوئی ایسا فیصلہ کریں جو اسرائیل ناپسند کرے۔ تو یہ ان لوگوں کا حال ہے جن کو قرآن کریم نے فرمایا تھا کہ ”ہم نے تم کو سب جہانوں پر عزت دی۔ وہ عزت ابھی تک دنیا کے لحاظ سے سب جہانوں پر ہے لیکن وہی عزت ہے جو آگے مَغْضُوْب ہونے کی وجہ بن جاتی ہے۔ جتنی بڑی ترقی ہوتی ہے اتنا زیادہ ان کی حرص بڑھتی جاتی ہے، اتنا زیادہ لوگوں پر قبضہ زیادہ جماتے ہیں۔ تعداد تھوڑی ہے اور طاقت تعداد سے بہت بڑھ جاتی ہے۔ امریکہ کی آبادی کے مقابلہ پر تھوڑی سی تعداد ہے، معمولی ہے۔ مگر جب قبضہ وہ سختی سے جما لیں تو پھر رفتہ رفتہ دلوں میں نفرت پیدا ہونے لگتی ہے، ایک ردّعمل شروع ہو جاتا ہے۔

اب یہ قرآن ایک کھلی کتاب ہے۔ یہ یہود پڑھتے ہیں لیکن اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ اپنی اصلاح کر لیں۔ پھر وہی سختی کرتے ہیں جیسے فلسطینیوں پر ہوتی رہی ہے۔ اُنہوں نے ایک مارا، اِنہوں نے سو مار دیا۔ گویا جرم کو سختی سے دبانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن قدرت کا قانون آزاد ہے وہ اپنا کام کرتا ہے۔ قرآن کریم کی یہ بہت بڑی خوبی ہے اور تم لوگ سورۃ فاتحہ میں روزانہ پڑھتے ہو اور آنکھیں بند کرتے ہو۔ ﴿اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ﴾ میں یہودی پہلے شامل تھے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے تمہیں دنیا جہان کی فضیلت بخشی لیکن جب انہوں نے اپنے انعام کو گندہ کر دیا، گند ملا دیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اب تمہیں سزا ملے گی۔ اور ایسی سزا ملے گی جو خدا کے ہاتھوں بھی ملا کرے گی جو ضروری نہیں اس دنیا میں ملے، آخرت میں بھی۔ لیکن کس دنیا کے ہاتھوں ملے گی؟ جس پر تم نے قبضہ جمانے کی کوشش کی، بار بار تمہیں خیال آئے کہ اب ہم یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اب ہم قبضہ کر لیں۔ اور پھر بار بار ایسا ردّعمل ہوگا کہ وہ قبضہ ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔ یہود کی ساری تاریخ کا یہ خلاصہ ہے۔ سارا یورپ آپ کھنگال کر دیکھ لیں ہر ملک میں کہیں نہ کہیں یہود پر ظلم ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے کہ انھوں نے اپنے قبضہ کو بڑھانے کی کوشش کی۔

شروع میں سب کو بہت اچھے لگے، قابل لوگ ہیں، مختلف سائنسز لے کر آئے، مختلف علوم میں ترقی کی، جن ممالک میں گئے ان ممالک کو فائدہ پہنچایا۔ جرمنی جو اِن کے پیچھے پڑا اس سے پہلے ان کے سائنس دانوں نے، ان کے دانشوروں نے جرمنی کو بہت فائدہ پہنچایا۔ لیکن جب قبضہ شروع کر دیا تو پھر ان کو نکال کے باہر مارا۔ یہ معنی ہے مغضوب کا۔ یہ وجہ ہے، اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ ”تُو نے غضب نازل کیا“۔ بلکہ فرمایا یہ ایسے لوگ ہیں جن پر غضب نازل کیا جاتا رہا۔ اس لئے کہ قرآن نے فرمایا تھا کہ لوگوں کے ہاتھوں غضب نازل ہوگا۔ اس لئے غَضِبْتَ نہیں کہہ سکتے تھے۔ غَضِبْتَ کا مطلب ہے ”تُو نے غضب نازل کیا“۔ (اردو کلاس نمبر ۳۱۲)

☆☆......☆......☆☆

سورۃ فاتحہ کے بعد تلاوت قرآن

سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی دو رکعتوں میں سورتیں پڑھی جاتی ہیں اور اصل میں قرآن شریف کا یہ حکم ہے کہ ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾۔ کسی کو جو بھی قرآن میں سے میسر ہو وہ اس میں پڑھے۔ اس لئے اَور اَور سورتیں پڑھنی چاہئیں۔ ﴿قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد﴾ کو ہی نہیں دہرانا چاہئے۔ جہاں تک ممکن ہو کوشش کرنی چاہئے کہ سورتیں یاد ہوں خواہ چھوٹی چھوٹی سورتیں ہوں۔ ہر نماز میں کچھ بدل بدل کر پڑھا کریں۔ بہت لمبی ضروری نہیں ہیں۔ اگر لمبی سورتیں یاد نہ ہوں تو کسی سورت کی کچھ آیتیں یاد کر لیا کریں۔ مثلاً آیت الکرسی ہے ایک ہی آیت ہے۔ اور اتنی لمبی ہے کہ کسی نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد پڑھیں تو کافی ہے۔ پھر اس طرح کی بعض آیتیں جن کا ترجمہ آپ نے یاد کیا ہوا ہو، آپ کے دل کو وہ آیتیں اچھی لگیں، ان کا اثر پڑے تو وہ یاد کر لیں۔ تو اپنی نمازوں کو مختلف قرآنی آیتوں سے سجائیں، پھر نماز کا مزہ آئے گا، ورنہ روٹین ہو جاتی ہے۔ آمین اور ﴿قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمْ یَلِدْ۔ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ﴾ بچے فٹافٹ پڑھ کر تو چھٹی کرتے ہیں۔ اور دماغ میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ سوچ کے اس کے معنی نکالیں۔ فوراً ﴿قُلْ ھُوَ اللّٰہ ......﴾ اور اَللّٰہُ اَکْبَر۔ یوں نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔

جیسا کہ قرآن کریم کا حکم ہے نمازوں میں کوشش کریں کہ سورتیں بدل بدل کر پڑھیں۔ اس لئے مَیں نے سارے ہفتہ کی نمازوں کی ایک ترتیب بنائی ہوئی ہے کہ صبح کی نماز میں یہ سورتیں بدل بدل کے، ظہر و عصر کی نماز وں میں مَیں اپنے طور پر جو پڑھتا ہوں۔ مغرب و عشاء میں آپ سنتے ہیں کہ ہر روز کوئی نہ کوئی سورت بدلتا ہوں۔ تو اس سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جس دن بھی بدل کے آپ ایک سورت پڑھتے ہیں تو اس سورۃ کے مضمون کا دوبارہ ایک مزہ آتا ہے، اور سمجھ آتی ہے۔ اس لئے ساری جماعت کو مَیں نے یہ نصیحت کی تھی کہ کم سے کم جو سورتیں مَیں پڑھتا ہوں اس کا معنی تو سیکھ لیں۔ اگر ان کا ترجمہ سیکھ لیں تو پھر ان کا بھی دل چاہے گا کہ وہ ان کو یاد کر لیں۔ جو زیادہ لمبی ہیں ان کو بے شک نہ یاد کریں۔ کچھ آیتیں ضرور یاد کر لیں۔ اس سے آپ کی پانچ نمازوں میں الگ الگ سورتیں پڑھی جائیں گی۔ اگلے دن کی پانچ نمازوں میں الگ سورتیں پڑھی جائیں گی، اس سے اگلے دن پانچ نمازوں میں الگ۔ تو ہفتہ کے بعد ہفتہ کی طرح آپ کی سورتوں کا بھی ایک چکر بن جائے گا۔ یہ بڑا ضروری حصہ ہے۔ کتابوں میں جب پڑھتے ہیں ﴿قُلْ ھُوَ اللّٰہ ......﴾ لکھا ہوتا ہے۔ صرف یہ درست نہیں ہے۔ اس لئے نماز پڑھتے وقت آپ کو جو بھی سورۃ یا کسی سورۃ کی کچھ آیتیں یاد ہوں وہ پڑھا کریں۔ ان آیتوں کو آہستہ آہستہ یاد کریں، رفتہ رفتہ یاد کریں اور اپنا مضمون خود تیار کریں۔ آپ کے مضمون کا عنوان ہوگا کہ مَیں نے کونسی آیتیں سورۃ فاتحہ کے بعد پڑھنی ہیں۔ ان آیتوں کو یاد کریں جن کا مزہ آئے اور دل پر بہت اثر ہو۔ ایک دفعہ ﴿قُلْ ھُوَ اللّٰہ......﴾ پڑھی لی، دوسری دفعہ وہ پڑھ لی۔ پھر کچھ اور آیتیں چن لیں۔ تو ایک سال کے اندر ہمارے سارے اُردو کلاس کے بچے اور جو بھی آپ کی وجہ سے باہر (دنیا میں) دین کی باتیں سیکھ رہے ہیں، اپنی نمازوں میں مختلف سورتیں پڑھنے کے عادی بن جائیں گے۔ لیکن شرط ایک ہے کہ ترجمہ آنا ضروری ہے۔ اسے اچھی طرح یاد کریں۔

آپ نے صبح کی نماز کے بعد قرآن پڑھنا ہے۔ نماز کے بعد اگر قرآن کریم ضرور پڑھیں تو اس سے قرآن کریم کے ساتھ ایک تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور سارا دن پھر اچھا گزرتا ہے۔ فیصلہ کریں کہ نماز کے بعد قرآن ضرور پڑھنا ہے۔ اور قرآن پڑھنے کے بعد پھر اس کے معنی بھی دیکھا کریں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ترجمہ والا قرآن پکڑیں، پہلے عربی میں تلاوت کی پھر اس کا ترجمہ دیکھ لیا۔ اس طرح آپ کو وہ آیتیں بھی مل جائیں گی۔ آپ کا دل چاہے گا کہ مَیں ہر روز پڑھا کروں۔ بعض آیتیں بعض دفعہ دلوں پر بہت اثر کرتی ہیں۔ قرآن کریم میں بھی لکھا ہے کہ بعض آیتیں ایسی ہیں کہ جن سے جسم میں جُھرجُھری آجاتی ہے، دل دھڑکنے لگ جاتا ہے، جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ تو یہ ایسی آیات ہیں جو پڑھتے پڑھتے آپ کو ملیں گی۔ اور آپ کو سمجھ آجائے گی کہ واقعی یہاں پہنچ کر تو دل دہل گیا۔ پھر ان کو یاد کر کے اپنی سورتوں میں اضافہ کریں۔ اور اپنی نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد آپ اس طرح ان آیات کو پڑھیں کہ یہ بہت اچھا مشغلہ بن جائے گا۔ اور آئندہ پھر ہماری نسل جو ہے وہ اپنے بچوں کی تربیت اچھی کر سکے گی، بہت فائدہ ہوگا۔

☆☆......☆......☆☆

پہاڑی علاقہ کی ایک سیر کے دوران پہاڑیوں پر چڑھنے کے ذکر کے بعد فرمایا:

نماز میں بھی اس طرح جگہ جگہ پہاڑیاں آئیں گی۔ ان پر زور سے چڑھنا پڑے گا۔ اور مَیں نے جو باتیں آپ کو بتائی ہیں، یہ پہاڑیاں ہیں۔ ہر پہاڑی پر جب آپ چڑھیں گے تو پھر اور ایک پہاڑی آئے گی اس پر آپ چڑھیں گے تو پھر ایک اور پہاڑی۔ یہاں تک کہ آپ کی نمازیں بہت اونچی ہو جائیں گی۔ اتنا اونچی کہ لوگوں کی نمازیں آپ اوپر سے یوں نیچے دیکھیں گے کہ وہ وہیں بیٹھے ہیں۔ ﴿قُلْ ھُوَ اللّٰہ......﴾ پر ہی صرف۔ اور آپ لوگ کتنا اونچا نکل جائیں گے۔ تو نماز اس طرح یاد کریں کہ سب دنیا آپ کو دیکھ کر فائدہ اٹھائے۔ جن رستوں پر آپ چلیں وہ بھی آپ کے پیچھے چلیں اور جو بچے آگے ہوں گے ان کے مزے ہونگے۔ ان کی امیاں اتنی قابل ہونگی وہ بچوں کو خوب پڑھائیں گی تو ہماری اگلی نسلیں کتنی اچھی ہو جائیں گی۔ اور پھر اس سے اگلی نسلیں، پھر اس سے اگلی نسلیں، اگلے سو سال تک پھر آپ لوگوں کے بچے آپ کا سیکھا ہوا کھائیں گے۔ بہت اچھی تربیت ہوگی۔

رُکُوْع

سورۃ فاتحہ اور دوسری آیات کے بعد اللہ اکبر کہہ کے جھکتے ہیں۔

”سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم“۔ اوّل تو یہ کہ ”سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم“ کیوں پڑھتے ہیں؟

سورۃ فاتحہ اور قرآن کریم اس سے پہلے کھڑے ہو کر پڑھتے ہو اگر اس کا ترجمہ آتا ہو اس کا دل پر اثر ہو، پھر رکوع سچا ہوگا۔

پہلے ”سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ......“ کہتے ہیں۔ یعنی اے اللہ تو ہر کمزوری سے پاک ہے۔ اور جب تم کہتے ہو ”سُبْحَانَ رَبِّیَ ......“ تو اس کا مطلب ہے ’جہانوں کا رب کمزوری سے پاک نہیں ہے، میرا رب کمزوری سے پاک ہے۔ پہلے تو کہا تھا سب جہانوں کا۔ ’سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ ......‘۔ یہ سب غائبانہ باتیں ہیں۔ مخاطب کر کے خدا کو کہتے ہیں، مگر ’رَبُّ الْعَالَمِیْنَ‘ ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں آپ نے اس کو اپنایا ہے، ’ہم تیری عبادت کرتے ہیں‘۔

رب تو کسی کا بھی ہو عظیم ہے لیکن یہاں سُبْحَانَ رَبِّی اس لئے کہتے ہیں کہ جو باتیں ہم نے اپنے رب کی سورۃ فاتحہ اور تلاوت میں دیکھی ہیں اس کی بنا پر ہم گواہی دے سکتے ہیں کہ میرا رب پاک ہے۔ اور جب آپ کہیں کہ ”میرا رب عَظِیْم ہے“ تو اس کا کیا مطلب بنے گا؟ جب میرا رب عَظِیْم ہے تو مجھے بھی عَظِیْم ہونا چاہئے۔ جس عَظِیْم کا مَیں بندہ یا بندی ہوں تو مجھے بھی ویسا بننا چاہئے۔

عظیم کس کو کہتے ہیں؟ اعظم کس کو کہتے ہیں؟ کبھی غور کیا۔ اَعْظَمْ کہتے ہیں، سب سے بڑا۔ لیکن اللہ کے لئے اَعْظَمْ کا لفظ نہیں آیا۔ بلکہ عَظِیْم کا لفظ آیا ہے۔ عَظِیْم اسے کہتے ہیں کہ جس کے بعد، جس کے اوپر، جس سے بڑا ہو ہی نہ سکے۔ پہاڑوں کا ایک سلسلہ دیکھو پہاڑوں کی چوٹیاں بنی ہوئی ہیں، ان پر غور کرو۔ بعض اوقات انسان کہتے ہیں، بڑا اعَظِیْم سلسلہ ہے، دنیا بڑی عَظِیْم ہے۔ جب عَظِیْم کہتے ہیں تو عظیم کے اوپر اَعْظَمْ ہوتا ہی کوئی نہیں۔ وہ اپنی ذات میں ہر طرف پھیلا ہوا ہے، اس نے ساری کائنات کو بھرا ہوا ہے۔ یہ ساری سمتیں جو ہیں وہ ساری عَظِیْم کے اندر آجاتی ہیں۔ انسان ہو، حکومت ہو، ملک ہو، کہتے ہیں بڑا اعَظِیْم ہے۔ اس کے بعد یہ خیال نہیں آسکتا کہ اس کے بعد بڑا کون ہے؟ جس کو آپ نے عَظِیْم کہا، وہی سب سے بڑا بن جاتا ہے۔ عظمت میں سارا پھیلاؤ زمانے کا ہے۔ اور اگر بلند کہنا ہو تو اس کے لئے اعلیٰ کہیں گے۔ تو رکوع میں ”عَظِیْم“ کہتے ہیں۔ خدا کی صفات ایسی ہیں جنہوں نے سب چیزوں کو ڈھانپا ہوا ہے۔ اس کی عظمت سے کوئی چیز خالی نہیں رہی۔ وہ بہت بڑا ہے اور اس کا پھیلاؤ بہت ہے یعنی Space میں کوئی چیز بھی اس سے بڑھ کر نہیں۔

اور جب اس کی بلندی کا ذکر کریں گے کہ

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

مسجد بیت الرحمٰن کھلنا (بنگلہ دیش) کے شہداء کا ذکر خیر

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۱۱ اور ۱۲/اکتوبر ۲۰۰۲ء میں مکرم محمد امداد الرحمٰن صدیقی صاحب مبلغ سلسلہ نے بنگلہ دیش کے شہر کھلنا کی احمدیہ مسجد بیت الرحمٰن میں ہونے والے اُس بم دھماکہ کا ذکر کیا گیا ہے جس کے نتیجہ میں سات احمدی مخلصین نے شہادت کا جام پیا اور متعدد شدید زخمی ہوئے۔

آپ رقمطراز ہیں کہ ۸/اکتوبر ۱۹۹۹ء بروز جمعۃالمبارک عین اُس وقت جب مَیں خطبہ جمعہ دے رہا تھا تو اچانک شدید دھماکہ ہوا اور مَیں گر پڑا۔ ابتدا میں مجھے خیال آیا کہ شاید بجلی کی تاریں آپس میں الجھ گئی ہونگی۔ مَیں نے اونچی آواز سے مدد کیلئے پکارا لیکن کوئی نہ آیا، دھوئاں بہت زیادہ تھا، کچھ دکھائی اور سنائی نہ دیتا تھا۔ بہت ہمت کرکے مَیں سینہ کے بل گھسٹ کر مسجد کے مشرقی صحن میں آگیا۔ مَیں نے دیکھ لیا تھا کہ میرا دایاں پاؤں کٹ کر جلد سے لٹک رہا تھا۔ بڑی مشکل سے کافی دیر بعد مجھے ہسپتال پہنچایا گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ جہاں مَیں کھڑا تھا وہاں سے چار فٹ کے فاصلہ پر بم پھٹا ہے۔ میرا زندہ رہنا معجزہ تھا بم کے اندر سے لوہے کے صرف پانچ زہریلے ٹکڑے مجھے لگے۔ ایک ٹکڑے سے ایک پاؤں کٹ گیا۔ دیگر ٹکڑوں سے زخمی تو ہوا مگر بچاؤ ہوگیا۔ الحمدللہ۔

ایک معجزہ یہ ہوا کہ ماہرین کے مطابق یہ بم سیدھا آسمان کی طرف بلند ہونا چاہئے تھا اور جتنی بلندی تک جاتا اتنی ہی زیادہ تباہی مچاتا۔ جبکہ بم مسجد کی مغربی دیوار کی طرف گیا اور پکی دیوار توڑ کر باہر نکل گیا جس سے بہت کم جانیں تلف ہوئیں۔ اسی طرح بم اُس وقت پھٹا جب خطبہ ہو رہا تھا ورنہ اگر ہم نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں ہوتے تو بہت زیادہ جانیں تلف ہوتیں کیونکہ زہریلے ٹکڑے اوپر کو زیادہ پھیلتے اور تباہی مچاتے ہیں۔ اس سے پہلے بھی مخالفین کئی دفعہ اس مسجد پر حملہ کرتے رہے، ۹۰-۱۹۸۹ء میں پٹرول چھڑک کر آگ لگادی گئی۔ چھوٹے چھوٹے دھماکہ خیز گولے پھینکتے رہے مگر نہ کوئی بم پھٹا اور نہ آگ پوری طرح لگی۔

جب مَیں ہسپتال پہنچایا گیا اور کچھ سوچ و بچار کرسکا تو میں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! اس حادثہ کے ذریعہ تُو جو قربانی ہم سے لینا پسند فرمائے اس کے عوض ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ کو صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا فرما اور جماعت بنگلہ دیش کو بھی ترقیات عطا فرما۔

اس حادثہ کے سب شہداء کے ساتھ سالہا سال سے میرا روز کا واسطہ اور انتہائی دلی محبت کا تعلق تھا۔ ان کی شہادت نے میرا ایمان بڑا مضبوط کیا اور یہ عقیدہ پختہ ہوا کہ یہ مقام صرف انہی کو مل سکتا ہے جن پر خدا کا بہت بڑا فضل ہو، پاک سیرت، نیک کردار، ایسے لوگ ہی قبول کئے جاتے ہیں جن کو خدا نے خود اپنے ہاتھ سے صاف کیا ہو۔ ان شہداء کا مختصر ذکر خیر حسب ذیل ہے۔

(۱)...... نورالدین احمد ولد محترم سکندر حیات صاحب، عمر ۳۰ سال۔ ۲۴/اگست ۱۹۷۰ء کو ویٹ کھالی، ضلع Shatkhira میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں سندر بن جماعت کے علاقہ میں ہے۔ ان شہداء میں اکثر کا تعلق اسی سندر بن جماعت سے ہے۔

عزیزم نورالدین شہید کو دس بارہ سال سے جانتا ہوں۔ بہت مخلص، فدائی، دیندار تھے۔ ہر نیکی کے کام میں پیش پیش رہتے تھے۔ خوش الحانی سے تلاوت اور نظم پڑھتے تھے۔ ان کے دادا مرحوم و مغفور سقیم الدین صوفی صاحب اس علاقہ میں پہلے احمدی تھے۔ عزیزم نورالدین وقف زندگی کرکے مربی بننا چاہتے تھے مگر پاکستان کی حکومت جامعہ احمدیہ ربوہ میں تعلیم پانے کے خواہشمندوں کو ویزہ نہیں دیتی تھی اور قادیان میں تعلیم کے لئے بھی ویزا حاصل نہ کرسکے۔ خدام الاحمدیہ کے بہت سرگرم رکن رہے۔ شہادت کے وقت آپ کھُلنا جماعت کے جنرل سیکرٹری تھے۔ نہایت پیاری میٹھی زبان، ہنس مکھ، ہردلعزیز تھے۔ خوب دعوۃ الی اللہ کرتے تھے۔ وفات کے وقت ایک بیوی، والدین، تین بھائی اور تین بہنیں سوگوار چھوڑے۔ ابھی تک ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔

(۲)...... پیارے عزیزم محمد جہانگیر حسین، عمر ۲۴ سال، بی کام کے طالب علم تھے۔ والد صاحب کا نام محترم غازی محمد اکبر حسین ہے۔ سکنہ دِیارا ضلع کھُلنا۔ تعلیم کی غرض سے سندر بن جماعت میں اپنے ننہال میں قیام پذیر رہے۔ کالج لائف میں کھُلنا جماعت میں آگئے۔ شہادت کے وقت مجلس خدام الاحمدیہ کے معتمد تھے۔ بہترین داعی الی اللہ تھے۔ جس ٹیم میں محمد جہانگیر شامل ہوتے تھے اس ٹیم کو زیادہ بیعتیں حاصل ہوتی تھیں۔ نہایت خوبصورت، خوب سیرت، نوجوان، ذہین و فطین، زیرک اور ارادے کے پکے، سچی اور کھری بات کرنے والے ہردلعزیز نوجوان تھے۔ تمام زیر تبلیغ اور نومبایعین عزیز جہانگیر کو اپنا سب سے پیارا دوست جانتے تھے۔ علاقہ کے حالات اور موقع کی نزاکت اور مخالفت کے موقع پر صحیح سوچ اور اقدام کرسکنے والے نوجوان تھے۔

(۳)......غازی محمد اکبر حسین صاحب شہید۔ عمر ۳۹ سال۔ والد صاحب کا نام ابوبکر صدیق مرحوم ہے۔ جائے پیدائش مَٹھ باڑی ضلع کھُلنا۔ ۱۹۹۷ء میں بیعت کی توفیق پائی۔ تب سے شہادت تک شدید مخالف حالات دیکھے۔ بی اے پاس تھے۔ کچھ عرصہ ٹیچر رہے۔ بعد میں محکمہ سیٹلمنٹ میں ملازم ہوگئے جہاں رشوت لازمی سمجھی جاتی ہے لیکن آپ ایسے دیانتدار اور امانت دار تھے کہ باوجود شدید مخالفت کے آپ ایک فاتح مبلغ بنے رہے۔ طریق تبلیغ انتہائی مؤثر تھا۔ دور دور کے علاقہ تک آپ کی وجہ سے احمدیت کی تبلیغ پھیلی۔ پھر آپ کی اہلیہ فیروزہ بیگم صاحبہ بھی احمدی ہوگئیں۔ جماعت کی ہر تحریک پر لبیک کہتے تھے۔ جن دنوں حضور انور خطبات میں شہداء احمدیت کا ذکر فرمارہے تھے ان دنوں آپ نے حضور کی خدمت میں شہید ہونے کی تمنا ظاہر کرکے دعا کے لئے لکھا تھا۔ یہ دعا بہت جلد قبول ہوگئی۔ حیران کن بات یہ ہے کہ آپ کھُلنا شہر سے دُور قیام پذیر تھے۔ ہر جمعہ پر نہ آسکتے تھے لیکن ایک دو ہفتوں بعد جمعہ کے لئے آجاتے تھے۔ اس جمعہ کو انہیں آنا نہیں تھا۔ جب وہ تشریف لائے تو مجھ سے مل کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے مربی صاحب مَیں نے آج آنا نہیں تھا لیکن اچانک ارادہ بن گیا اور مَیں آگیا ہوں۔

آپ بہت خاموش طبع، انتہائی شریف النفس اور مخلص احمدی تھے۔ مرحوم کے بہت نیک سیرت ہونے کی وجہ سے ان کے تمام جاننے والے ان کے بڑے مداح تھے۔ احمدیت کی وجہ سے شدید مخالفت کے باوجود سب اقرار کرتے تھے کہ مرحوم نہایت پاک سیرت آدمی تھے۔ مرحوم نے اپنی بیوی کے علاوہ دو لڑکے پسماندگان میں چھوڑے ہیں۔

(۴)...... برادرم محترم سبحان علی موڑل صاحب شہید ۶۵ سال کے تھے۔ جماعت سندر بن کے گاؤں جو تندر نگر سے تعلق تھا جو جنگل سندر بن کے بالکل ساتھ واقع ہے۔

اس دفعہ سندر بن کے جلسہ سالانہ پر حاضری چار ہزار سے زیادہ تھی۔ بنگلہ دیش میں یہ ہمارا سب سے بڑا جلسہ ہے۔ جیسے یہاں قدرت کے حسین مناظر ناظرین کو مسحور کرتے ہیں ویسے ہی یہاں کے پیارے احمدی احباب کی سادگی اور اخلاص اور محبت اور مہمان نوازی دیوانہ بنا دیتی ہے۔ برادرم سبحان علی موڑل اس جماعت کے فرد تھے۔ تعلیم زیادہ نہیں تھی مگر دل میں اللہ و رسولؐ کی محبت بھری ہوئی تھی۔ کامیاب داعی الی اللہ تھے اور اس سال دیہاتی معلم بھی بن گئے تھے۔ آپ کی کوشش سے ایک اچھی جماعت قائم ہوگئی ہے۔ جگہ جگہ تبلیغ کے لئے جاتے تھے اور دیہاتی انداز میں دل موہ لینے والی گفتگو کرتے تھے۔ سفید ریش سے مزین چہرہ تھا اور مشرّع تھے۔ مخالفوں نے آپ کو ایک بار زدوکوب بھی کیا۔ مَیں حیران ہوں کہ اس قدر دُور دراز علاقہ کے اَن پڑھ لوگ جنہوں نے قادیان نہیں دیکھا، ربوہ نہیں دیکھا، حضرت صاحب کو نہیں دیکھا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسیہ کے ذریعہ سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا نور دیکھا اور اس کے فدا ہوگئے۔ آپ مجھ سے کہتے تھے مربی صاحب! زندگی تو گزر ہی گئی ہے دعا کریں کہ باقی ہر قدم اور ہر سانس جماعت کیلئے وقف کرتا رہوں۔

اس خوش قسمت بھائی نے بھی سندر بن میں جمعہ پڑھنا تھا۔ لیکن خاکسار نے پیغام بھیجا تھا کہ آپ اگر کھُلنا آسکیں تو آپ کے ساتھ مَیں آپ کی نئی جماعت دیکھنے جاؤں گا۔ میرا پیغام ملتے ہی کھُلنا چلے آئے۔ اگرچہ بعد میں مَیں نے یہ پیغام بھی بھیجا کہ آج نہ آئیں لیکن یہ پیغام انہیں نہیں ملا۔ آپ نے اپنے پیچھے ایک بیوی، ۵ لڑکے اور ۴ لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ چھوٹے وقف نو بیٹے عزیزم غلام رسول عمر ۷ سال کے سوا سب شادی شدہ ہیں۔

(۵)......ایک اور انتہائی پیارے نوجوان عزیزم غازی محمد محبّ اللہ صاحب عمر ۳۵ سال (جن کے والد محترم مطیع الرحمٰن صاحب اُن دنوں سندر بن جماعت کے صدر تھے)۔ شہید مرحوم ۱۹۹۲ء میں جلسہ سالانہ یوکے پر تشریف لائے اور جائز قانونی سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دو سال انگلستان رہنے کے بعد واپس کھُلنا میں قیام پذیر ہوگئے اور خدمت دین اور خدمت خلق پر کمربستہ ہوگئے۔

آپ ۱۳/اگست ۱۹۶۹ء کو جو تندر نگر (سندر بن جماعت) میں پیدا ہوئے۔ ابتداء سے ہی ہونہار تھے۔ سندر بن ہائی سکول سے میٹرک کرکے کالج لائف کھلنا میں آکر شروع کیا تھا جہاں خاکسار مربی متعین تھا۔ ہر تحریک پر لبیک کہتے۔ خدام الاحمدیہ کے روح رواں تھے۔ اجتماعات میں بہت سے انعامات حاصل کرتے۔ انگلستان میں قیام کے دوران بنگلہ ڈیسک سے تعلق رہا اور ہر طرح خدمت کرتے رہے۔ کھُلنا واپس آکر پھر جماعت کھلنا کے لئے بہت تقویت کا باعث بنے۔ محترم ڈاکٹر عبدالماجد صاحب کے ساتھ کاروباری طور پر اور جماعتی کاموں میں مشغول ہوگئے تھے اور اکٹھے شہید ہوئے۔ آپ کھُلنا ڈویژن کے قائد خدام الاحمدیہ تھے۔ آپ کے وقت میں اس ڈویژن نے اوّل پوزیشن حاصل کی۔ اس کے علاوہ سیکرٹری وقف نو اور سیکرٹری رشتہ ناطہ بھی تھے۔ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ ملنسار، ذہین، زیرک، سمجھدار، فدائی اور ہر ہر کام کو عمدگی سے کرنے والے تھے۔ اچھے لکھنے اور بولنے والے تھے۔ اچھے منتظم اور علاقہ کے ایک مثالی خادم تھے۔ غیراحمدیوں کے ساتھ بھی وسیع تعلقات تھے۔

(۶)...... محترم ڈاکٹر عبدالماجد صاحب شہید عمر ۴۲ سال، نہایت مخلص فدائی احمدی تھے۔ اپنے والد مکرم مصر علی غازی صاحب کے گھر سکنہ منشی گنج ضلع Shatkhira میں ۲۱/جون ۱۹۵۷ء کو پیدا ہوئے۔ پرائمری کے بعد سندر بن ہائی سکول میں داخلہ لیا۔

اور سندر بن جماعت کے بانی صدر مرحوم شمس الرحمٰن صاحب کے وسیع و عریض دولت خانہ میں رہائش پذیر رہے۔ شمس الرحمٰن صاحب مرحوم ایک عظیم المرتبت شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے اپنی جائیداد کی بھاری مالی قربانی اور لمبا عرصہ محنت کر کے سندر بن ہائی سکول کو قائم کیا تھا۔ آپ جماعت احمدیہ کے صدر تھے۔ علاقہ کی یونین کونسل کے چیئرمین بھی رہے۔ جو طلباء دور سے آکر سکول میں داخل ہوتے ان کا بلالحاظ مذہب و ملت اپنے گھر میں قیام وطعام کا بندوبست کر دیتے۔ اس زمانہ میں بہت دور دور تک کوئی ہائی سکول نہیں تھا۔

ڈاکٹر عبدالماجد صاحب نے سکول میں تعلیم کے دوران قبول احمدیت کی سعادت پائی۔ سندر بن ہائی سکول سے میٹرک کر کے شہر میں آکر سندر بن کالج سے انٹرمیڈیٹ میں نمایاں کامیابی کے ساتھ گولڈ میڈل حاصل کیا۔ اس کے بعد Barishal میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کیا اور Kalaroa میڈیکل سنٹر میں میڈیکل آفیسر متعین ہوئے۔

۱۹۸۹ء میں آپ بسلسلہ ملازمت ایران تشریف لے گئے۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان چلے گئے تھے جہاں آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی صحبت سے استفادہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۱۹۹۵ء میں آپ نے لندن سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس آکر کھلنا شہر میں پرائیویٹ کلینک کھولا۔ آپ کے واپس آنے سے جماعت کھلنا کو بڑی خوشی اور تقویت حاصل ہوئی۔ آپ خدام الاحمدیہ کھلنا کے قائد مجلس بھی رہے۔ شہادت کے وقت آپ زعیم انصاراللہ اور سیکرٹری تبلیغ تھے نیز جماعت کے سیکرٹری وصایا اور اپنے حلقہ کے صدر بھی تھے۔ باوجود نمایاں پوزیشن اور حیثیت رکھنے کے خدام کے ساتھ ہر کام میں حصہ لیتے تھے۔ تبلیغ کے لئے دیہات میں جاتے۔ مسجد کے فرش پر دوسروں کے ساتھ رات کو سو جاتے۔ مرکزی مہمان آپ کے گھر میں قیام کرتے۔ آپ نے اپنی گاڑی، اپنا وقت، اپنا گھر، سب کچھ جماعتی کاموں کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ غرباء کا مفت علاج کرتے اور بذات خود خادم کی طرح خدمت کرتے۔ آپ کی اہلیہ مکرمہ قرشیہ ماجد صاحبہ اور بیٹیاں بھی خوب خدمت کرتیں۔

مکرم ڈاکٹر صاحب بہت مخلص، بے نفس، خدمت گزار، محبت کرنے والے انسان تھے۔ آپ کی کوشش سے بہت سے احمدی نوجوانوں کو روزگار کے مواقع مہیا ہوئے۔ آپ نے اور شہید محبّ اللہ صاحب نے مل کر Fazl e Omar Alergy & Esthma Centre اور پیتھالوجی (Pathology) کی لیبارٹری کا اجراء کیا تھا جس سے شہر کے لوگوں کو بہت فائدہ ہوا۔ بم دھماکہ میں آپ شدید زخمی ہوئے اور ہسپتال جاکر جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ نے پیچھے سوگوار بیوی اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

(۷)...... بہت مخلص بھائی ممتاز الدین احمد صاحب آغاز ۱۹۸۲ء سے ہی کھلنا مسجد اور کمپلیکس کے خادم مسجد، مؤذن اور نگہبان مقرر تھے۔ اس زمانہ میں صرف ممتاز الدین صاحب اور محترم عبدالعزیز صاحب (سابق صدر کھلنا) موجودہ نائب امیر ڈھاکہ یہاں رہتے تھے۔ روز اوّل سے ہی شدید مخالفت رہی۔ مکرم ممتاز الدین صاحب ایک ہر فن مولا قسم کے نایاب گوہر تھے۔ آپ بھی جو تندر نگر یعنی سندر بن کے رہنے والے تھے۔ قریباً ۵۵ سال کی عمر میں آپ نے شہادت حاصل کی۔ والد مرحوم کا نام غازی کفیل الدین صاحب تھا۔

آپ نے قریباً ۱۹۶۲ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ پھر سندر بن جماعت کی مسجد، پھر ڈھاکہ مرکزی مسجد اور اس کے بعد کھلنا مسجد میں بطور مؤذن اور خادم مسجد قریباً ۳۲ سال تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔ کھلنا مسجد کے بم دھماکہ میں شدید زخمی ہو گئے۔ میری طرح اُن کی بھی ایک ٹانگ گھٹنے کے نیچے سے کاٹ دی گئی۔ بعد میں مزید اوپر سے کاٹنی پڑی۔ بالآخر آپ نے ۲۳؍اکتوبر ۱۹۹۹ء کو پندرہ روز ہسپتال میں رہنے کے بعد شہادت کا رتبہ حاصل کر لیا۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوی، دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

بھائی ممتاز الدین کام کے دھنی تھے۔ بہت سے کام کرتے تھے۔ اذان دیتے، مسجد اور کمپلیکس کی صفائی رکھتے، حفاظت کرتے۔ ہر چیز کی دیکھ بھال کرتے۔ بجلی مرمت کرتے، فرنیچر مرمت کرتے۔ الغرض غریب جماعت کی ہر چیز سنبھالتے اور بہت سارو پیہ بچاتے۔ عجیب بات ہے کہ پڑھے لکھے نہ تھے، صرف بنگلہ پڑھ سکتے تھے مگر ہومیوپیتھی ڈاکٹر تھے۔ کھلنا جماعت نے فری فضل عمر ہومیو شفاخانہ کھول رکھا تھا مگر تنخواہ دے کر ڈاکٹر نہ رکھ سکتے تھے۔ چنانچہ بھائی ممتاز صاحب بعد نماز ظہر اور بعد نماز عصر لوگوں کو ہومیوپیتھی دوائی دیتے تھے۔ روزانہ بھائی ممتاز صاحب کم وبیش ایک سو مریضوں کو دوائی دیتے تھے۔ تعجب یہ ہے کہ بعض دفعہ لاعلاج قرار دیئے گئے دولتمند مریض ادھر آجاتے تو قسمت آزمائی کے لئے ممتاز صاحب کی فری پانی والی دوائی لے جاتے اور شفا بھی پاجاتے۔

آپ علاقہ کے لوگوں کی اور بھی ہر طرح سے خدمت کرتے تھے۔ غریب لوگ آپ کے پاس آتے تھے اور لڑکوں کے ختنے کرواتے، چھوٹے موٹے آپریشن بھی کر دیتے تھے۔ کسی کو پھوڑا نکلا ممتاز صاحب نے آپریشن کر دیا۔ اپنے پاس انجکشن وغیرہ بھی رکھتے تھے۔ اگر کوئی دوست رقم دیتے تو آپ لے لیتے اور کوئی نہ دے تب بھی کوئی حرج نہ ہوتا۔ کسی کو محروم نہ رکھتے تھے۔

بم دھماکہ کے بعد فوری طور پر ہماری باہمت بہنوں نے برقع پہنے ہوئے دلیری اور ہمت سے زخمیوں کی خدمت شروع کر دی۔ زخمی کو ہسپتال لے کر جانا اور پھر ہسپتال جاکر بھی بہت سی خدمات انجام دینا۔ یہ عظیم عورتیں بجائے چیخ و پکار کے زخمیوں کی ہمت بندھاتی رہیں، دلاسے دیتی رہیں، اللہ اور رسول کی باتیں کر کے ماحول کو پاکیزہ بنائے رکھا۔ حتی کہ شہیدوں کی بیویوں اور بیٹیوں تک نے انتہائی صبر اور حوصلہ کا ثبوت دیا۔ کمزوری کا کوئی کلمہ کسی کے منہ سے نہ نکلا۔ سب یہی کہتی رہیں کہ ہمارا خدا ہم سے راضی رہے اور ہمارے دین کو ترقی نصیب ہو۔ یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جو بغیر دیکھے سمجھنا مشکل ہے۔ سبحان اللہ! الحمدللہ۔

مردوں میں سے کوئی بھی بغیر زخم کے نہ تھے اگرچہ بعض کو بہت معمولی زخمی ہوئے۔ دھماکہ کی اونچی آواز نے قریباً سب کی شنوائی چھین لی تھی۔ ہمارے احباب میں سے تھوڑے تھے جو خدمت کے قابل تھے۔ زخمی دوستوں کی تعداد زیادہ تھی لیکن سب بہت ہمت سے حالات کا مقابلہ کر رہے تھے۔ زخمیوں کی خدمت ہسپتال میں دوڑ بھاگ، شہداء کی خدمت، مسجد کی حفاظت بھی اس موقع پر بہت اہم تھی۔ اللہ تعالیٰ کا غیر معمولی فضل واحسان ہے کہ ہر طرف سنبھالنے میں کامیاب ہوئے۔ پولیس، اخباری نمائندے، ریڈیو، ٹی وی کے رپورٹرز سب کو سنبھالنا آسان بات نہ تھی۔ حالانکہ ہمارے کسی آدمی کو کوئی تجربہ نہ تھا۔

کھلنا سے ایک سو کلومیٹر دُور سندر بن کے دوستوں نے بی بی سی ریڈیو سے بعد مغرب خبر سنی اور فوری طور پر ایک گروپ کھلنا کو روانہ ہوا۔ ڈھاکہ والوں کو بذریعہ فون جلدی خبر مل گئی۔ چنانچہ ڈھاکہ سے بھی ایک ٹیم رات کو پہنچ گئی۔ اس سانحہ کے فوری بعد تمام دنیا کے نیوز میڈیا نے اس خبر کو نشر کیا۔ بی بی سی، وائس آف امریکہ، انڈیا کے بعض ٹیلیویژن چینلز، بنگلہ دیش ٹی وی نے خبر نشر کی کہ کھلنا کی مسجد احمدیہ میں بم پھینکا گیا ہے۔ بنگلہ دیش میں قومی سطح کے تمام اخبارات نے کئی روز تک روزانہ تفصیل سے باتصویر خبریں شائع کیں۔ بہت سے مشاہیر کی طرف سے واقعہ کی شدید مذمت کی گئی اور مجرموں کو قرار واقعی سزا کا مطالبہ کیا گیا اور اداریے بھی لکھے گئے۔

زخمیوں کی تعداد ۲۵ سے زائد تھی۔ بعض احباب بہت زیادہ زخمی ہوئے۔ برادرم عبدالرزاق صاحب بنک آفیسر اور کھلنا جماعت کے انتہائی اہم رکن ہیں۔ ان کی ایک آنکھ اور پاؤں ضائع ہو گیا۔ برادرم غازی عمر فاروق صاحب دیہاتی معلم ہیں۔ جن کے اور حصوں کے علاوہ گلے میں سانس کی نالی میں سوراخ ہو گیا تھا۔ اب بھی تکلیف ہے۔ مکرم مولوی عبدالودود شیخ صاحب معلم کے دونوں ہاتھ پاؤں بُری طرح ٹیڑھے میڑھے ہو گئے ہیں۔ ان کے علاوہ مکرم انعام الحق صاحب رونی، حافظ منصور احمد صاحب، معلمین کرام اور شیخ مہیمن چنچل بہت زخمی ہو گئے تھے۔

مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۳؍نومبر ۲۰۰۲ء میں مکرمہ عاصمہ رفعت باری صاحبہ اپنی دادی مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم کیپٹن شیخ نواب دین صاحب مرحوم سابق امیر بمبئی کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ آپ موضع شرقپور ضلع جالندھر کے بزرگ بابو نور محمد صاحب کی پہلی بیوی سے اکلوتی اولاد تھیں جو پیشہ کے لحاظ سے اوورسیئر تھے۔ انہیں مرحومہ کی ہی مسلسل دعوت الی اللہ سے ۱۹۶۱ء میں قبول احمدیت کی توفیق عطا ہوئی اور اس کے صرف ایک ماہ بعد اُن کی وفات ہو گئی۔

مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ کی شادی ۱۹۲۰ء میں ہوئی ضلع جالندھر کے ایک مشہور مذہبی گھرانہ میں ہوئی جس کے بعض افراد کو خاندان مسیح موعودؑ کی غلامی کا شرف حاصل تھا۔ انہی میں آپ کے شوہر محترم کیپٹن شیخ نواب دین صاحب بھی تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ۹ بیٹے اور ۴ بیٹیوں سے نوازا جن کی تعلیم و تربیت کا آپ کو اس قدر خیال تھا کہ قادیان میں مکان بنوایا اور ہجرت کے بعد مشکلات کے باوجود ربوہ میں بھی مکان بنایا اور مالی وسائل نہ ہونے کی وجہ سے اپنے بچوں کے ساتھ مل کر گھر کی تعمیر کے لئے وقارِعمل بھی کرتی رہیں۔ محترم کیپٹن صاحب اگرچہ ایک سویلین بھرتی ہوئے تھے لیکن حضرت مصلح موعودؓ کی خاص دعاؤں اور اپنی لیاقت و دیانتداری کی وجہ سے آرمی میں کمیشن حاصل کیا اور ۳۴ سالہ ملازمت کے بعد ۱۹۵۵ء میں کیپٹن ہو کر ریٹائرڈ ہوئے۔

مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ بہت دعاگو اور صاحب رؤیا وکشوف بزرگ تھیں۔ اگرچہ آپ خود اَن پڑھ تھیں لیکن سسرال کے مذہبی اور علمی ماحول نے آپ کو دین کا علم سکھا کر داعیہ بنا دیا تھا۔ چنانچہ بہت سے افراد جن میں آپ کے والد اور دو بھائی بھی شامل تھے، آپ کی ہی دعوت الی اللہ سے احمدیت کی روشنی سے منور ہوئے۔

شملہ میں قیام کے دوران حضرت مصلح موعودؓ کی میزبانی کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوتا رہا۔ تحریک جدید کے ابتدائی مجاہدین میں آپ کا گھرانہ بھی شامل تھا اور اس تحریک کے بارہ میں آپ نے جو مبشر رؤیا دیکھی تھی وہ حضورؓ کے ارشاد پر اخبار الفضل قادیان میں شائع ہوئی۔ قبل ازیں مسجد فضل لندن کے لئے اپنا سارا زیور پیش کرنے کی سعادت بھی آپ کو حاصل ہوئی۔ ساٹھ کی دہائی میں آپ نے ایک خواب میں اپنے ایک بیٹے (مکرم عبدالباری قیوم صاحب) کو دیکھا کہ وہ خدمت دین کے لئے افریقہ گئے ہیں۔ یہ خواب ۱۹۸۴ء میں پورا ہوا جب اُن کو نصرت جہاں اسکیم کے تحت غانا میں تدریسی خدمات کی توفیق ملی۔

جب چینی راشن کے مطابق ملتی تھی تو آپ ساری چینی حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں پیش کر دیتیں اور گھر میں شکر وغیرہ سے گزارا ہوتا۔ لجنہ کی سرگرم رکن رہیں۔ جلسہ کے موقع پر قریباً ایک سو مہمان آپ کے گھر قیام کرتے اور آپ گھریلو ذمہ داریوں کے علاوہ جلسہ گاہ میں بطور "منتظمہ خاموشی" بھی خدمت بجالاتیں۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۸؍نومبر ۲۰۰۲ء میں مکرم احمد مبارک صاحب کی ایک غزل سے انتخاب پیش ہے:

خلق خدا ہے منتظر کیجئے لطف کی نظر
ایک نظر تو دیکھئے کس کو ہے انتظار کیا
تیری نوائے درد سے بزم میں روشنی ہوئی
ورنہ غروب دہر پر ہونا تھا آشکار کیا
آپ کے در کا یہ غلام سایہ طلب ہے صبح و شام
آپ کے اس غلام کا اور ہے روزگار کیا

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611

Vol. 10 Friday, May 2, 2003 Issue No. 18

قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر، امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع رَحِمَهُ الله کی نماز جنازہ وتدفین

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس اَیَّدَہُ اللّٰہ نے اسلام آباد (ٹلفورڈ، سرے) برطانیہ میں نماز جنازہ پڑھائی جس میں دنیا کے متعدد ممالک سے تشریف لانے والے ہزاروں احمدیوں نے شرکت کی۔

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مورخہ ۱۹/اپریل ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ اپنی رہائشگاہ ۱۶۔گریسن ہال روڈ لندن میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے تھے۔ ۲۳/اپریل ۲۰۰۳ء بروز بدھ بعد نماز ظہر وعصر آپ کے جسد اطہر کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) برطانیہ میں سپرد خاک کردیا گیا۔ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، جسد اطہر کو کندھا دیا اور قبر تیار ہونے پر دعا کروائی۔ نماز جنازہ اور تدفین کی تمام کارروائی MTA انٹرنیشنل کے توسط سے دنیا بھر میں براہ راست دکھائی جارہی تھی۔ چنانچہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کے ایک وضاحتی اعلان کی روشنی میں دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کروڑوں احمدیوں نے ٹھیک اسی وقت مقامی طور پر اپنے مقامی امام کے پیچھے نماز جنازہ غائب ادا کی اور تدفین مکمل ہونے پر اجتماعی دعا میں شامل ہوئے۔

اس سے قبل ۱۹/اپریل ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ قریباً گیارہ بجے رات مکرم ومحترم ناظر صاحب اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی زیرہدایت مندرجہ ذیل احباب کرام نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے جسدِ اطہر کو غسل دینے کی سعادت حاصل کی۔

(۱) مکرم رفیق احمد صاحب حیات امیر جماعت برطانیہ
(۲) مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن
(۳) مکرم منیر احمد صاحب جاوید پرائیویٹ سیکرٹری
(۴) مکرم صاحبزادہ مرزا اسفیر احمد صاحب
(۵) مکرم صاحبزادہ مرزا القمان احمد صاحب
(۶) مکرم کریم احمد اسد خان صاحب
(۷) مکرم ملک سلطان محمد خان صاحب
(۸) مکرم ڈاکٹر بریگیڈیئر مسعود الحسن نوری صاحب
(۹) مکرم بشیر احمد صاحب

اگلے روز صبح دس بجے آخری دیدار کے لئے آپ کا جسد اطہر محمود ہال لندن میں ایک تابوت میں رکھا گیا۔ ۲۲/اپریل دوپہر دو بجے تک ہزاروں احمدیوں نے اپنے محبوب امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے چہرہ مبارک کی آخری زیارت کی۔ یہ دلگداز منظر ایم ٹی اے کے ذریعہ تمام دنیا میں دکھایا جاتا رہا۔ ۲۳/اپریل بروز بدھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا جنازہ پولیس Escort کے ذریعہ لندن سے اسلام آباد پہنچا جہاں دوپہر کو اجتماعی عالمی بیعت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے جسد اطہر کو مقام تدفین تک مسلسل کندھا دیا اور پھر تدفین کی پوری کارروائی کے دوران قبر کے پاس موجود رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تدفین اسلام آباد میں قطعۂ خاص میں عمل میں آئی۔ تدفین کے وقت قطعۂ خاص میں حسب ذیل افراد موجود تھے:

(۱) خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد
(۲) جملہ اراکین مجلس انتخاب خلافت
(۳) دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے عملہ کے افراد
(۴) اراکین مجلس عاملہ یوکے
(۵) بیرونی ممالک سے آنے والے ملکی ذیلی تنظیموں کے صدران
(۶) حضور انور کی خدمت کرنے والے ڈاکٹر صاحبان
(۷) بیرونی ممالک سے آنے والے جملہ مبلغین انچارج

سب سے پہلے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قبر میں مٹی ڈالی اور پھر دوسرے احباب کو موقع دیا گیا۔ لندن وقت کے مطابق ساڑھے چار بجے سہ پہر اور قبر تیار ہونے پر حضور انور نے دعا کروائی۔ دعا سے پہلے قبر پر حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمه الله کے نام کی تختی بھی حضور انور ایدہ اللہ نے نصب فرمائی۔

اسلام آباد میں لوگوں کی آمد کے پیش نظر وہاں ادائیگی نماز جنازہ کے لئے بڑی بڑی مارکیاں نصب کی گئی تھیں۔ ایک کثیر تعداد کو مارکیوں میں جگہ نہیں ملی اور انہوں نے باہر نماز جنازہ ادا کی۔ ہزاروں کی تعداد میں غمزدہ عالمگیر مجمع نے اپنے روایتی نظم وضبط کا مظاہرہ کیا اور تنظیم واتحاد کی نظیر قائم کی۔

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی مطمئن روح پر اپنی ہزاروں ہزار برکتیں نازل فرمائے۔ آپ کی روح کو اپنے روحانی آقا کا قرب عطا کرے۔ آپ کے عظیم الشان روحانی منصوبوں کے فیض کو جاری رکھے اور ہمیں آنے والے امام کا استقبال مکمل اطاعت، وفا اور دعاؤں کے ساتھ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

بحضور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور انور کی خدمت میں تحریری طور پر عہد بیعت پیش کرتے ہوئے عاجزانہ درخواست ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت میں میری/ ہماری شمولیت منظور فرمائی جائے۔ نیز دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

عہد بیعت

اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

آج میں مسرور کے ہاتھ پر بیعت کرکے جماعت احمدیہ مسلمہ میں داخل ہوتا/ ہوتی ہوں۔ میرا پختہ اور کامل ایمان ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہی امام مہدی اور مسیح موعود تسلیم کرتا/ کرتی ہوں جس کی خوشخبری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے عطا فرمائی تھی۔ میں وعدہ کرتا/ کرتی ہوں کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقرر فرمودہ دس شرائط بیعت کا پابند رہنے کی کوشش کروں گا/ گی۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا/ گی۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ ہمیشہ وفا کا تعلق رکھوں گا/ گی اور بحیثیت خلیفۃ المسیح آپ کی تمام معروف ہدایات پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا/ گی۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ
اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ
اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَ اعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا/ کرتی ہوں۔ تو میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔

درخواست دہندہ کے دستخط ____________

تاریخ بیعت ____________

تجدید بیعت کے لئے مذکورہ بالا طریق پر خط لکھ کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوایا جاسکتا ہے

خورشید مثال شخص کل شام مٹی کے سپرد کردیا ہے
اندر بھی زمیں کے روشنی ہو مٹی میں چراغ رکھ دیا ہے

(عبید اللہ علیم)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔